Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

भैषज्यरत्नावली

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

73

امیابی کی کنجی

شیوبرت لال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ओ३म्

पुस्तक संख्या 43६० 1/१९० 26८६३

73

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम ...... कामयाबी की कुन्जी

लेखक ...... शिव बरत लाल

प्रकाशन वर्ष ......

आगत संख्या 73

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

73

CHECKED 1973

امیابی کی کنجی

دوسرے مضمون

از

بابو شیوبرت لال ورمن ایم اے

نے

ام وتہ مل اینڈ سنز تاجران کتب

لوہاری دروازہ لاہور

نے

...مطبع پیسہ اخبار باہتمام ایم محمد حسین پرنٹر

73;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

ہمت شرط ہے ۔ پھر انسان کیا کچھ نہیں کرسکتا ۔ مگر ہمت حاصل کرنیکے لئے محنت ۔ تعلیم ۔ باقاعدہ زندگی ۔ ماں باپ کی نصیحت ۔ اچھوں کی صحبت وغیرہ کتنی باتیں ہیں ۔ جن سے انسان کو استفادہ حاصل کرنا چاہیئے ۔ انسان کس طرح اپنے پیچھے باہمت اولوالعزم اور صاحبدل اولاد چھوڑ سکتا ہے ۔ ایک ایسی بات ہے ۔ جس کی ہر شخص کو خواہش ہوتی ہے ۔ مگر کم آدمیوں کو اس کا موقع ملتا ہے :

اس مختصر کتاب میں اُسی پر بحث کی گئی ہے ۔ اس کتاب کے ہر سہ مضامین ہمارے ماہواری رسالہ سادھو میں شائع ہو چکے ہیں ۔ پہلے آرٹیکل میں کسی قدر مسٹر سٹوری صاحب کی تحریر سے مدد لی گئی ہے ۔ اور حتی الوسع اُس کے مفید و سریع الفہم بنانے کی کوشش مدنظر رہی ہے :

اس قسم کے لٹریچر کی آجکل ملک میں کس قدر ضرورت ہے ۔ ہر کس و ناکس جانتا ہے ۔ ماں باپ اور اولاد دونوں کو ایسی مفید باتوں سے آگہی پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے ۔ لیکن افسوس یہ ہے ۔ کہ ابھی تک ہم میں اس ضرورت کے رفع کرنے کا سامان پیدا نہیں ہوا :

مصلحت وقت سمجھ کر ہم نے اس کی ابتدا کر دی ہے تاکہ اوروں کو بھی تحریک ہو ۔ اگر ایسی کتابوں کے دیکھنے کا عوام میں شوق پایا گیا تو ہمارا ارادہ ہے کہ دو تین رسالے اسی نوعیت کے اور قلمبند کریں :

شیو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کامیابی کی کنجی

باب اوّل

قوتِ ارادی اور اُس کی ...

ہمت بلند دار کہ پیشِ خدا و خلق
باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

اِنسان کی بہتری و ابتری اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ چاہے کہ بہتر بن جائے۔ تو کوئی طاقت اُس کو روک نہیں سکتی۔ اگر وہ بدتر ہونا چاہتا ہے۔ تب بھی کوئی اُس کو سنبھال نہیں سکتا۔ یہ ایک ایسی سچی بات ہے۔ جو کم از کم ہر ایک ہندو کو خواہ وہ کسی فرقہ کسی قوم یا کسی درجہ و جماعت کا ہو ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ اور جن کو ذرّہ بھی عقل و تمیز ہے۔ اُن کو مناسب ہے۔ کہ وقت بے وقت موقع و محل کے ساتھ اپنے ساتھ رہنے والے۔ دوست۔ احباب۔ بال بچے۔

(... [illegible] اخبار باہتمام [illegible])

73;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عزیز رشتہ دار۔ بیوی اور بہن ہر ایک کے ذہن نشین کراتا رہے ۔ کہ ہماری قسمت اپنے ہاتھ ہے ۔ ہم جیسا چاہیں ویسا بن جائیں ۔ ہمارے سر نوشت اپنے ہی اعمال افعال اور اقوال کے نتیجے ہیں ۔ ہم جیسا سوچتے کرتے ہیں ۔ کہتے ہیں ۔ ویسا ہی بن جاتے ہیں ۔ اس قسم کی تعلیم اس ملک میں ہمیشہ سے دی گئی ہے ۔ کسی روحانی معلم نے اس کو نظر انداز نہیں کیا ۔ ہر معاملات میں خواہ وہ دھرم کے ہوں یا کرم کے ۔ مجلسی حالت سے متعلق ہوں یا مذہبی امور سے ۔ لوک کا معاملہ ہو یا پرلوک کا ۔ ہمیشہ کہا گیا ہے ۔ کہ سب کی بہتری تمہارے اپنے ہاتھوں میں ہے ؛

مگر سوال یہ ہے ۔ کہ بہتری کی خواہش کرتے ہوئے ۔ ہم پھر بھی کیوں اس قدر نیچے چلے جا رہے ہیں ۔ ہزاروں برسوں سے ہندوؤں کی عظمت کی دیوار کی بنیاد کس وجہ سے متزلزل ہو رہی ہے ۔ قومی نقطہ نگاہ سے ہم گرے ہوئے ہیں ۔ بہ حیثیت قوم ہماری حالت سدھرتی نہیں ۔ ملکی نقطہ نگاہ سے ہم کہیں کے کہیں جا رہے ہیں ۔ بہ حیثیت ملک ہم وہ نہیں ہیں ۔ جو ہم کو ہونا چاہیئے کوشش کرتے ہیں ۔ کوشش میں لگے رہتے ہیں ۔ کوشش کے سامان بہم پہنچا رہے ہیں ۔ مگر نتیجہ قابل اطمینان نہیں ہے ۔ یہ اعتراض فرضی نہیں ۔ اصلی نہیں ان کے جواب میں ہم بہت ہی مختصر مگر پُر معنی جواب دیں گے ۔ اور وہ یہ ہے ۔ کہ ہمارے کام کرنے والوں میں سخت نقص ہیں ۔ خرابی کے سامان کی نسبت بہت کچھ کہا جا سکتا ہے ۔ مختلف قسم کے اثرات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوروں کے خیالات و محسوسات ہمارے حالات و واقعات مذہبی اعتقادات و توہمات سب ان خرابیوں کے باعث قرار دیئے جا سکتے ہیں - مگر ہم ان میں سے سب کو نظر انداز کر دیں گے۔ ہماری دانست میں اکیلا نقص یہ ہے - کہ جس بنیاد پر انسان کی سرگرمی کی عمارت کھڑی کی جانی چاہیئے - اس کی جانب کسی کا خیال نہیں اور وجہ یہ ہے کہ ہم کو کسی جانب کامیابی نظر نہیں آتی - اور خلافِ اُمید ناکامیابی کے رنج و خدشات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ؛

آپ پوچھیں گے وہ کیا ہے ؟ ہم کہتے ہیں - وہ کام کرنے والوں کے قوتِ ارادی کے تکمیل و نشوونما سے متعلق ہے - جنہوں نے قوتِ ارادی کی تکمیل نہیں کر لی - جن کے جذبات کا رُخ ایک طرف نہیں ہو سکتا - جن کے طبعی میلان انتشار کے جھونکوں سے مرجھائے رہتے ہیں - جن کے خیالات ایک خاص نقطہ پر قائم ہو کر اِرد گرد کے اثرات سے اپنے سے مفید سامان نہیں لے سکتے - اُن کا کام ہمیشہ ادھورا رہے گا - اور وہ اِسی طرح ٹھوکریں کھاتے رہیں گے - جیسا ہمارا اور ہماری قوم کا حال ہو رہا ہے - صرف ایک مرتبہ اپنی قوم قوتِ ارادی کی تکمیل کی تعلیم دے دو - اور اُن کی کوششیں بار در ہونے لگیں گی - اور وہ جو کام کرینگے - سب کا کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور ہو گا - اور وہ یوں ہی گاؤ خورد نہ ہو جائیں گے ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قوتِ ارادی کیا ہے؟

قوتِ ارادی کا عام آدمیوں کے لئے سمجھنا مشکل ہے۔ ہمارے لئے صحیح و واضح معنی ہیں۔ اُس کا اظہار کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ تاہم مختصر لفظوں میں ہم اِس قدر کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔ کہ یہاں قوت ارادی سے ہماری مُراد اُس زبردست طاقت سے ہے۔ جو ہمارے اندر۔ دل کے گہرے پردوں میں پوشیدہ رہ کر ہمارے ارادے۔ ہمارے خیالات اور ہمارے انتخابات اور خواہشات کا فیصلہ کرتی رہتی ہے۔ وہ بتاتی ہے۔ ہم کو کیا کرنا چاہئے اور کیا نہ کرنا چاہئے۔ یہ تعریف غیر مکمل ضرور ہے۔ مگر اِس سے ہماری اپنی مُراد کی کسی قدر وضاحت ہو جاتی ہے۔ اور پڑھنے والے کم از کم اتنا ضرور سمجھ جائیں گے۔ کہ ہم کیا کہنا چاہتے ہیں ؛

ہم میں عقل ہے۔ غور کرنے کی طاقت ہے۔ ہم سوچ سکتے ہیں۔ اور سمجھ سکتے ہیں۔ اور غور کر کے ایک نتیجہ پر قائم ہوتے ہیں۔ ظاہر میں آدمی ان سب کو علیحدہ علیحدہ سمجھتا ہے۔ اور یہ سب علیحدہ علیحدہ ہیں بھی۔ ان سب کا مجموعہ جب حرکت کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اُس کو ہم قوت ارادی کہتے ہیں ؛

ہمارے درشن کاروں نے خواہش اندرونی کو چار حصوں میں تقسیم کئے ہیں۔ ان کو انتھ کرن، چتشٹے کہتے ہیں۔ یہ بدھی۔ من۔ اہنکار اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چت ہیں - من کا کام ہے - سنکلپ وکلپ اُٹھانا - یعنی پس و پیش کے ساتھ کسی ایک چیز پر خیال دوڑانا - چت اُس کے تائید مزید خواہ غور مزید کی حالت ہے - اہنکار اُس کو مضبوط کرتا ہے - اور تب بدّھی فیصلہ کر دیتی ہے - کہ آیا یہ غلط ہے - یا صحیح ہے اور جب اِن چار حالتوں میں متفق ہو کر ایک خاص کام کی خواہش پیدا ہوتی ہے - اُسی کو ہم قوت ارادی کہتے ہیں - اس میں غور - تمیز - استقلال - کرنے دھرنے کی طاقت سب کچھ موجود ہیں - گویا وہ اِن سب کا معجون مرکب ہے - جو گھس کر اپنا راستہ نکال لیتا ہے - اور آہستہ آہستہ جب وہ حرکت میں آتی ہے - تب کسی قسم کی مایوسی یا ناکامیابی کا خیال نہیں کرتی صرف کام کی جانب اس کا رُخ ہے ۔

قوتِ ارادی زندہ طاقت ہے

جن میں زندگی ہوتی ہے - اُن کی خواہش اور ارادہ میں زور آتا ہے - یوں تو زندگی ہر چیز میں موجود ہے - مٹی کے ٹکڑے سے لیکر جتنے معدنیات - نباتات اور حیوانات ہیں - سب میں کسی نہ کسی قسم کی زندگی موجود ہے - اور اُن سب میں بڑھنے گھٹنے پھیلنے اور سکڑنے کا مادہ موجود ہے - سب اپنی غذا کا سامان آکاش منڈل سے لیتے ہیں - لیکن چونکہ عام طبیعت اس کو کم سمجھے گی - ہم صرف اُن مخلوق کی طرف نگاہ کرتے ہیں -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جن میں کم و بیش احساس کی قوت تسلیم کی گئی ہے - ان سب میں قوت ارادی کی مقدار عجیب طور پر کام کرتی ہوئی ملے گی - سب سے پہلے پودوں کو دیکھو - یہ زندگی کے لئے کس طرح کشمکش کرتے ہیں - عام حیوانوں کی طرح اِن میں بھی بیج پیدا کرتے وقت جوش پیدا ہوتا ہے - آپ نے غالباً غور کیا ہوگا - روشنی میں آنے کے لئے پودے کیسی کوشش کرتے ہیں - عام طور پر بیج مٹی کے نیچے دبا رہتا ہے - جب انکھوا پیدا ہوتا ہے - وہ موقع کے ساتھ جھکتا - لچکتا - بل کھاتا ہوا اوپر کی طرف اپنے سر کو بلند کرتا ہے - اور اگر زمین سے باہر نکلنے پر کوئی اور چیز سدِ راہ ہو گئی - تو وہ اپنے قدرتی میلان کے بموجب عادت کو تبدیل کرتے ہوئے اپنے تنے کو غیر معمولی طور پر لمبا کر دیا - کر دے گا - اور جب تک کھلی ہوا میں نہ آ جائے گا - اور سورج کی کرنوں سے ہمکنار ہونے کا موقع نہ ملے گا - برابر لڑنے جھگڑتے اپنا راستہ بناتے اور کشمکش کرتے ہوئے باہر آوے گا ؛

یہی بات درختوں میں بھی نظر آوے گی - ہر درخت میں اکثر ایک ہی خاص تنہ ہؤا کرتا ہے - اور درخت کی کوشش یہ رہتی ہے - کہ وہ عمود کی طرح سیدھا نکلے - لیکن اگر کسی وجہ سے اس کو جھکنا یا بل کھانا پڑتا ہے - تو وہ اس وقت تک چین نہ لیگا - جب تک وہ اُس پر غالب آ کر سیدھا نہ بن جائے اور سر کو اونچا نہ کر لے ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان درختوں میں ایک طرح کی چیتنیا موجود ہے - بمقابلہ انسان کے ان کو تم جڑ کہہ لو - مگر اُن کے ڈھنگ کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ وہ سُکھ دُکھ کو محسوس کرتے ہیں - لاجونتی کے درخت کو نہ دیکھو - اِس قسم کے سینکڑوں اور ہزاروں بلکہ کروڑوں و بے شمار مثالیں مل سکتی ہیں - جن میں ان کے احساس اور سُکھ دُکھ کے جاننے کا پتہ لگتا ہے -

جب کسی درخت یعنی بیر کے تنے کو کاٹ لیا جاتا ہے - اُس میں سے بہت کلّے پھوٹتے ہیں - اور یہ سب سیدھے نکلتے ہیں - ان میں اِس طرح سیدھے رہنے کا مادہ ہے - اِس لئے وہ مادہ اِن کے بیج میں بھی آتا ہے - اور پودوں کو ورثہ میں ملتا ہے - اگر ہم خواہش مند ہوں - کہ ہمارے لڑکے اخلاقی طور پر سیدھے سادے اور سچے ہوں - تو ہم کو بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ عادتیں کس حد تک ہم میں خود موجود ہیں - اگر ہم میں راست روی نہیں ہے - تو ہمارے بچے بمشکل اچھے نکلیں گے اس لئے اگر ہم چاہتے ہیں - کہ ہماری اولاد میں قوت ارادی موجود ہو - ان کی زندگی زوردار بنے - وہ اپنے آپ کو سربرآوردہ بنا سکیں - اور زندوں کی فہرست میں اُن کا شمار ہو سکے - تو سب سے پہلے ہم کو مستقل مزاج - ثابت قدم - مضبوط دل - ہمت بلند - اور خود دار بننا چاہئے - تاکہ ہم جو بیج کھیت میں بو دیں - اُن میں یہ مادہ رہے - اور وہ مزید نشو و نما کا موقع تلاش کرے - ہم نے صرف درختوں کی مثال سے قوت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ارادی کی زندہ طاقت کو دکھایا ہے ۔ جانداروں میں ہمارے پڑھنے والے خود سوچ کر نتیجہ نکالیں ۔ کیونکہ زندہ جانداروں کے ساتھ ان کو رہ کر اپنے غور و فکر کے وسیع کرنے کا ہر وقت موقع حاصل ہے ؎

قوتِ ارادی میں کیسے زور پیدا ہوتا ہے

قوتِ ارادی جو دُنیا میں کام کرنے کا زبردست اوزار ہے ۔ بہت سی چیزوں کا مجموعہ ہے ۔ جیسا ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے ۔ ورنہ بطور خورده سخت ۔ اور کڑی چیز ہے ۔ اور جس میں صرف اہنکار کی محجوبیت و تموگن کی شمولیت ہے ۔ ہم ایک ضدّی آدمی کو دیکھ کر کہتے ہیں ۔ کہ اس میں قوت ارادی بہت زبردست ہے ؎

مگر چونکہ یہ ضدّ بھدّی ۔ غیر تربیت یافتہ اور نکمّی ہوتی ہے ۔ اُس کو قوت ارادی کہنا غلطی ہے ۔ اس کے لئے بہتر و موزوں لفظ خرد ماغی ہے ۔ کیونکہ نہ تو اس سے کچھ فائدہ حاصل ہوتا ہے ۔ نہ اس سے کچھ بنتا ہے ۔ اور نہ اس کا اثر یا رسوخ پھیلتا ہے ۔ یہ صرف خرد ماغی ہے ۔ جو بربادی کی طرف لے جاتی ہے ۔ قوتِ ارادی میں زندگی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حرکت ۔ نمو اور بالیدگی ہوتی ہے ۔ ضد اور ہٹ میں نادانی ۔ حمق ۔ اور کج فہمی رہتی ہے ۔ جس میں یہ عادت ہے ۔ وہ نہ تو اُبھر سکیگا نہ پھل سکیگا ۔ نہ کسی قسم کی اصلی قابلیت وتربیت کا وارث بن سکیگا ؛

ضد ، مُردہ ، وخشک درخت سے زیادہ مشابہ ہے ۔ اُس پر چاہے ۔ جتنی بارش ہو ۔ ہزار تازہ ہوا نئی رُوح پھونکنے کی کوشش کرے ۔ وہ جھکنے اور لچکنے سے ہمیشہ انکار ہی کرتا رہے گا ۔ مگر زندہ نِنھّا کی یہ حالت نہیں ہوتی ۔ بعض وقت ہوا کے جھونکوں سے وہ اِتنے نیچے جُھک جاتے ہیں ۔ کہ اُن کے ٹوٹ جانے کا خوف رہتا ہے ۔ مگر وہ ٹوٹتے نہیں ۔ کیونکہ وہ زندہ وجود ہمیشہ موقع بینی کے ساتھ کام لے کر عقل وتمیز کو اپنا مددگار بناتا ہے ۔ اور ایسے رویہ اختیار کرتا ہے ۔ جو اس کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں ۔ ایک وقت وہ جُھک جاتا ہے ۔ پھر ایسے مضبوط وجود کے ساتھ دوستی وشرکت پیدا کرتا ہے ۔ جس سے اُس میں طاقت و توانائی آوے ۔ اور وقت پر وہ دوگنی ۔ تگنی اور چوگنی طاقت سے کام لے کر اپنے گذشتہ نقصانات کی تلافی کر لیتا ہے ؛

ہندوؤں کی قومی تواریخ اِس بات کی بیّن شہادت ہے یہاں تواریخ سے ہماری مُراد کاغذی نوشتہ جات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے نہیں ہے۔ اُن کے سنسکاروں اور اُن کی قومی زندگی
کے سلسلہ سے ہے۔ کتنے حوادثات۔ بلیّات۔ آفات
آئے اور بارش کے پانی کی طرح سر پر سے گذر گئے۔
یونانی۔ مرہٹے۔ رومی قوم کا کہیں پتہ نہیں۔ مصری سطح گیتی
سے غائب ہو گئے۔ مگر ہماری سب سے زیادہ قدیم
قوم اب تک زندہ ہے۔ وہ موقع پر جُھک جاتی تھی۔
پھر اُبھر کر سب کو اپنے میں جذب کر لیتی تھی۔ دُور نہ جاؤ۔
صرف پانچ ہزار برس کے حالات پر غور کرو۔ گیتی فرقے
کے لوگ کہاں ہیں؟ ہنز کدھر ہیں؟ سیتھین کیا ہوئے؟ جواب
ملتا ہے۔ یہ سب ہندوؤں میں جذب ہو گئے۔ کیونکہ
اُن میں قوتِ ارادی تھی۔ مگر افسوس! تعلیمیافتہ ہندو
نوجوانو! اب تم لوگ کیسے اپنے قومی اوصاف سے محروم
ہو چلے ہو۔ سُنو۔

زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز

مِل انگلینڈ کا مشہور فلاسفر کہتا ہے۔ کہ "ہمارا چال چلن
زیادہ حد تک ہمارے قوتِ ارادی کے ماتحت ہے۔
اگر ہم مناسب ذریعے استعمال کریں۔ تو اپنے چال چلن کو
ترقی دے سکتے ہیں" مِل کے کلام میں بڑی سچائی ہے۔ ہم
یہاں ساری باتوں کو بحث میں نہیں لا سکتے۔ صرف "قوت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ارادی" ہی کی تکمیل و نشوونما پر کچھ خیالات ظاہر کرنا چاہیئے۔ قوتِ ارادی میں علمِ قیافہ کی مدد سے بہت کچھ زور پیدا کیا جا سکتا ہے اور آدمی کے بشرہ کو دیکھ کر تحریک و ترغیب کی مدد سے اُس میں زیادہ قوت پیدا کی جا سکتی ہے؀

قوتِ ارادی کی بنیاد آتما پر ہے

یہاں پر اس بات کا سمجھا دینا ضروری ہے۔ کہ قوت ارادی بمقابلہ دوسری قوتوں کے آتما سے زیادہ قربت رکھتی ہے۔ بلکہ یہ آتما ہی کی طاقت ہے۔ جس سے من۔ بُدھی اور چیت منعکس ہوتے ہیں۔ آتما ان سب کی بنیاد ہے۔ اسی کی مدد سے یہ کام کرتے ہیں۔ اس لئے جو اپنی قوت ارادی کی تکمیل کرتا ہے۔ وہ آتما کے چٹان پر کھڑا ہوتا ہے۔ اس میں خود داری۔ خود اعتباری رہتی ہے۔ وہ یقین کرتا ہے۔ کہ آتما تمام اوصاف کا مخزن ہے۔ اس طرح قوت ارادی کی تکمیل سے وہ آتما کے نور کو بھی پھیلا سکتا ہے۔ اُس میں احتیاط ہے۔ دُور اندیشی ہے۔ وہ ہر چیز سے مدد لے سکتا ہے۔ اور اپنے چال چلن کو اعتدال اور راست روی کے راہ سے گرنے نہیں دیتا؀

لگاتار قوتِ ارادی کی تکمیل سے جو فائدے حاصل ہوتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں ۔ اُس کی صراحت مشکل ہے ۔ اس طاقت کا آدمی نہ صرف اپنے ارد گرد اثر پیدا کر سکتا ہے ۔ بلکہ اپنے خیالات و محسوسات کے اثر کو دُور دُور پہنچا سکتا ہے ۔ یعنی جس طرح آگ اپنی گرمی کو فاصلہ تک بھیج سکتی ہے ۔ اُسی طرح قوتِ ارادی کا انسان اپنے دل کے جذبات اور اثرات کو زیادہ فاصلہ تک بھیج کر اوروں کو بھی متاثر کر سکتا ہے ۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس ؛

قوتِ ارادی نے کیا کام کئے

آپ لوگوں نے غالباً دہرو کا قصہ سُنا ہوگا ۔ اُس نے کس طرح اپنی ماں کی تعلیم سے فائدہ اُٹھا کر قوتِ ارادی کی تکمیل کی اور دُنیا کا مشہور فرمانروا ہوگیا ؛

ایک پولیس انسپکٹر نے مسٹر سٹوری سے ایک قصہ بیان کیا تھا ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے " میرے کئی لڑکے اور لڑکیاں ہیں ۔ میں نے اُن کے میلان طبع کا مطالعہ کیا ۔ اور چونکہ میری خواہش تھی ۔ وہ اچھے چال وچلن والے بنیں ۔ اس لئے میں نے اُن سے یہ کبھی نہیں کہا ۔ کہ میں کیا چاہتا ہوں ۔ وہ میرے مذہبی خیالات سے واقف تھے ۔ میں اُن کی کمزوریوں کو اور اُن کی اچھی باتوں کو مطالعہ کرتا رہا ۔ میں نے خواہش کی کہ وہ اچھے بنیں ۔ اور میرے بلا کہے سُنے وہ اچھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

راہ پر لگ گئے ۔ ہاں میں ترغیب اور تحریک کی عادت کا پابند ضرور تھا ۔ اور صبح شام اُن کو ساتھ لے کر دُعا مانگا کرتا تھا۔ کہ وُہ اچھے اور نیک ہوں ؂

تحریک و ترغیب

قوت ارادی سے کام لینے کا راز کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اس پولیس انسپکٹر نے در اصل اُس کو نہ جانتے ہوئے کام لیا تھا ۔ اگر اسی طرح ہر شخص خواہش کرے ۔ کہ اُس کے لڑکے اچھے ہو جائیں ۔ تو وہ ضرور اچھے ہونگے ۔ مگر اس کے ساتھ ترغیب و تحریک کا عمل اور بھی مفید ثابت ہوسکتا ہے ؂

لڑکوں کی ذہانت اور سمجھ بوجھ میں اختلاف ہوتا ہے ۔ اُن کی تربیت کے وقت محبت سے اگر ماں باپ ترغیب و تحریک سے کام لیں ۔ تو زیادہ نفع پہنچا سکیں ۔ یعنی خوبیوں کے سیکھنے کی ترغیب دلاتے رہنا ۔ اور بُرائیوں کے ترک کرنے کی تحریک کرنا ۔ اس طرح کرنے سے لڑکوں میں خود داری پیدا کی جا سکتی ہے ۔ مثلاً اگر کسی لڑکے میں یہ عیب ہے ۔ کہ وہ اپنی تعریف سُننا چاہتا ہے ۔ اور خود داری کی عادت میں کمی ہے ۔ تو باپ کبھی کبھی اُس سے اس طرح کہا کرے :-

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"دیکھو! تم میں خودداری کم ہے۔ تم کو اپنے اوپر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اور اپنے میں کسی قدر لطیف غرور کی حالت پیدا کرنی چاہیئے۔ مدرسہ جا رہے ہو۔ دل میں خیال کرو۔ میں آج اپنی عزت زیادہ کروں گا۔ اور اپنے اوپر بھروسہ رکھوں گا۔ اگر کوئی میری شکایت کرے گا۔ خواہ نکتہ چینی کرے گا۔ تو میں بہت ناراض نہ ہوں گا۔ اور رات کے وقت سونے سے پہلے اس طرح سوچو۔ آج میں نے اچھی طرح برتاؤ۔ دوسرے لڑکوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے میری حالت اچھی رہتی ہے۔ کل میں اس سے بہتر بنوں گا"۔

اگر لگاتار اسی طرح تربیت ہوتی رہے تو بچوں میں مردانگی آجائے گی۔ اور وہ دقتوں و مشکلات کے مقابلہ کرنے سے نہ گھبرا سکیں گے۔

بعض وقت لڑکوں کو اس طرح سمجھانا چاہیئے:-

"دیکھو! تم دوسروں پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتے۔ اگر تم اس وقت لڑکوں پر اثر نہ ڈال سکو گے۔ تو بالغ ہونے پر پھر آدمیوں میں کبھی تمہارا رسوخ حاوی نہ ہو سکے گا۔ اس لئے تم ابھی سے کوشش کرنے لگ جاؤ۔ دیکھو تمہارا فلاں ہم سبق جب بات چیت کرتا ہے۔ خواہ کوئی تجویز پیش کرتا ہے۔ تو کیسے غور سے لوگ اس کی بات کو سنتے ہیں۔ مگر تمہارا یہ حال نہیں ہے۔ تمہاری طرف سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بے پرواہی کی جاتی ہے۔ اور تمہاری تقریر کا کچھ اثر نہیں ہوتا کمی یہ ہے۔ تم بولنے سے پہلے سوچ نہیں لیتے۔ بات کم کرو۔ سوچو زیادہ۔ پہلے وزن کر لو۔ تب کوئی بات مُنہ سے نکالو۔ اس وقت ضرور اثر پڑے گا۔ اس طرح کرنے سے آہستہ آہستہ تمہاری طرف لوگوں کی توجہ بڑھتی جائے گی؛

باپ اگر اس طرح ترغیب و تحریک کیا کرے تو نتیجہ بہت اچھا ہوگا؛

پانِنی رِشی اشٹادھیائی کا مُصنّف کُند ذہن تھا۔ علم صرف و نحو میں اس کی سمجھ بہت خراب سمجھی جاتی تھی۔ اُستاد اور ہم سبق اُس پر ہنسا کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گھبرا کر پاٹ شالا سے بھاگ گیا۔ ہمالیہ کے دامن میں شیو جی نامی گورو رہتے تھے۔ جب بیدل و بددل لڑکے نے رو کر اپنی کم سمجھی کا قصہ کہہ سُنایا۔ دانشمند گورو نے اُس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا "کچھ مضائقہ نہیں۔ تیرے دماغ میں علم کا بڑا ذخیرہ بھرا ہے۔ کمی صرف اتنی ہے۔ کہ تجھ کو اپنے اوپر وشواس نہیں۔ اور لوگوں کے لعن طعن سے تو گھبرا گیا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ اپنے اوپر وشواس رکھ اور آج ہی سے کام میں لگ جا۔ دُنیا تیرے علمیّت کے سامنے تعظیم کا سر جھکا دے گی۔ اور جو اس ترغیب و تحریک کا پھل نکلا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ پانِنی دنیا کا بہت بڑا قواعد آموز ہوا۔ اُس کی کتاب سے بہتر آج تک کسی زبان میں علم قواعد کا رسالہ نہیں ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب وہ شیوجی سے تعلیم پاکر واپس آیا۔ اُس کے اُستاد نے اپنی جگہ خالی کر دی۔ اور وہ آچاریہ گورو کے منصب کے قابل قرار دیا گیا ؛

اپنی عزت آپ کرنا

اوپر کی مثال میں اَور کوئی بات نہیں تھی۔ شیوجی نے پانِنی کو تحریک و ترغیب دی۔ کہ اپنی خود عزت کرے اَور اُس کی کمی کی کیسی اچھی طرح تلافی ہوگئی۔

جاپان میں جب کبھی دو ہمسایوں کے درمیان خفیف جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔ تو اکثر وہ اپنے گھروں کے کسی کمسن لڑکے کو بیچ میں بٹھا لیتے ہیں۔ فریقین اپنا جھگڑا اُس کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بچہ سُن کر جو فیصلہ دیتا ہے۔ دونو فریق اُس پر راضی ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے برتاؤ سے بچوں میں خود بخود اپنی نسبت اہمیت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اَور وہ نہ صرف اپنے اوپر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بلکہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے۔ جن سے بے عزتی ہو۔ اَور نہ دقتوں کے مقابلہ سے گھبراتے ہیں ؛

مگر جس ملک میں آتما کی تعلیم وسعت سے دی جاتی ہے۔ وہاں کا آجکل کیا ہے؟ یہ شودر ہے۔ یہ دیش ہے۔ اس کو تعلیم کا ادھیکار نہیں۔ کہو یہاں ایسی فضول و نامعقول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حرکتیں کی جائیں ۔ وہاں کے ادبار اور بُرائیوں کا کیا ٹھکانا!

ہر بلائے کز آسماں آید
خانۂ ہندواں تلاش کند

افسوس! ایک تو یوں ہی ہمارے کتنے قیمتی لال و جواہر اپنے ہی ہمقوموں کے پاؤں کے تلے روندے جا رہے ہیں ۔ اور جن کی ذہانت کچھ جلوہ دکھانے لگتی ہے۔ ناعاقبت اندیشی اور نادانی اُس کے پھلنے کا کیا کیا اہتمام نہیں کرتی! اور اُس پر یہ دون ہمت نادان اپنے حقوق مانگنے کے لئے لڑتے بھڑتے رہتے ہیں ۔ کوئی ان سے پوچھے تو سہی! نادانو! تم نے اپنے ہمجنسوں کو کیا حقوق عطا کئے ہیں ۔ جو اوروں سے تم کو عطا کئے جاویں!

خیر! بچوں کی درستگی اُن کی عزت کرنے اور اُن میں خود داری اور خود تعظیمی کے مادہ کے حلول کرنے سے بہت اچھی طرح ہو سکتی ہے ۔ جن کے لڑکے کم سمجھ ہوں ۔ اُن کو چاہئے ۔ بچوں سے کہیں "تم اپنے دل میں ٹھان لو ۔ آج ہم یہ کام کر کے چھوڑیں گے" اور وہ آہستہ آہستہ اِس ترغیب و تحریک سے مستفید ہو جائیں گے ۔ ممکن ہے ۔ اِس میں ذرہ دیر لگے مگر کامیابی میں شک نہیں ہے ۔

ہم کو یاد ہے ۔ جب ہم مڈل کے امتحان کے لئے پڑھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہے تھے ۔ اکثر طالب علموں کی تحریک کی وجہ سے سوتے وقت اپنا نام لے کر کہتے تھے "شیو! دیکھو آج ٹھیک بارہ بجے رات کو اٹھا دینا ۔ بہت سبق یاد کرنا ہے" اور ہم ٹھیک بارہ بجے اٹھ کھڑے ہوتے تھے ۔ اس طرح من میں بھی بار بار عہد کرنے سے ایک مضبوطی آجاتی ہے ۔ اور ہمارے دل سے طاقت پیدا ہو کر ہم کو کام میں لگا دیتی ہے ؛

اپنی حقارت مت کرو

جو شخص اپنی آپ حقارت کرتا ہے ۔ اس کو ہمیشہ ذلت و خفت میں رہنا پڑتا ہے ۔ کونسا کام ہے ۔ جو انسان نہیں کر سکتا ۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے ۔ صرف نادان اور احمق 'غیر ممکن' میں یقین کرتے ہیں ۔ سٹوری صاحب نے ایک نہایت معقول قصہ بیان کیا ہے :-

ایک آدمی اچھی طرح جوان تھا ۔ کئی سال گذرے اس نے ایک حسین عورت کے ساتھ شادی کرنی چاہی ۔ مگر وہ اس ارادے سے باز آیا ۔ سوال کرنے پر معلوم ہوا ۔ کہ اس کے ماں باپ اور کئی بھائی تپ دق کے عارضہ میں مبتلا ہو کر عین جوانی میں فوت ہوئے تھے ۔ اس لیئے اس نے شادی کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ۔ اس کو شک تھا ۔ مجھ میں بھی تپ دق کا مادہ موجود ہے ۔ اس نے کہا ۔ "میں کیوں بیمار لڑکے پیدا کروں ۔ اور ناحق شادی کر کے اوروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

9/350 21242 173

کو مصیبت میں ڈالوں "

اِس کے ایک دوست نے صلاح دی ۔ کہ جس حالت میں کہ عورت تندرست ہے ۔ اور تم بمقابلہ پہلے کے زیادہ قوی معلوم ہوتے ہو بہتر ہے ۔ شادی کرلو ۔ اِس حقیر خیال کو کہ میں کمزور ہوں ۔ دل سے نکال دو ۔ صرف دل میں یہ خیال پیدا کرلو ۔ کہ میں تندرست رہوں گا ۔ اور تم تندرست رہو گے "

شادی ہو گئی ۔ کئی لڑکے پیدا ہوئے ۔ اور سب کے سب تندرست تھے ۔ جب اُس سے پوچھا گیا ۔ کہ اِن سب کی تندرستی کا راز کیا ہے ؟ تو اُس نے جواب دیا ۔ میں اِنسان کی قوت اِرادی پر یقین رکھتا ہوں ۔ میرے ایک دوست نے یہ تعلیم دی تھی ۔ اب میں اُس پر عامل ہوں ۔ اور یہ نتیجہ ہے ۔ جو تم دیکھتے ہو "

سُنو! اوّل تم اپنے آپ کو کمزور نہ خیال کرو ۔ قوت ارادی کے مسئلہ کے عامل بنو ۔ اور نیچر خود بخود تمہاری مدد کرنے لگ جائے گی ؂

قوتِ اِرادی و نیک خواہش کا اثر

قوت ارادی کی تکمیل اور نمو کس حد تک انسان کو خوش اخلاق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دانا اور نیک بنا سکتی ہے ۔ اس کا کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا ۔ اگر ماں چاہے کہ اولاد نیک ہو ۔ اور ویسی تدبیر عمل میں لانے لگے ۔ تو کیا مجال ۔ بچّہ اچھا نہ ہو ۔ جب بچّہ پیٹ میں آوے اُسی وقت سے ماں کو چاہئے ۔ کہ اس کی آیندہ بہتری کا نقشہ ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے رکھے ۔ اور جب وہ پیدا ہوگا ۔ دُنیا کا زیور بنے گا ۔ حمیدہ بیگم چاہتی ہے ۔ کہ اس کا لڑکا طاقت ور ۔ نیک ۔ مستقل مزاج اور خوبصورت ہو ۔ جب اکبر پیٹ میں تھا ۔ اس نے اس خیال کو دل میں جگہ دیا ۔ اور کبھی کبھی فرصت کے وقت اپنے پاؤں میں نقش وغیرہ بنانے لگی ۔ اس کی جفاکش ۔ صحرانوردی ۔ اس کے استقلال اور مصیبت کا اثر پیٹ کے بچّے پر بہت زبردست پڑا ۔ اور جب جنگل میں اکبر پیدا ہوگا ۔ ماں کے پاؤں کے نقش اس کے بھی پاؤں میں موجود تھے ۔ اور اس کی زندگی نے ثابت کر دکھایا کہ ماں کا خیال کس حد تک اپنی اولاد کی بہتری میں اثر انداز ہو سکتا ہے ۔

یہ مثال کچھ بہت اچھی نہیں ۔ لیکن اس بات کو تو معمولی سمجھ کا آدمی بھی سوچ سکتا ہے ۔ کہ ماں کے قول و فعل بچّوں سے اگر تم سوال کرو ۔ کہ کیوں ایسا کر رہے ہو ۔ وہ جواب دیں گے ۔ امّاں نے ایسا کہا ۔ اُن کے پاس ماں سے بہتر کوئی سند نہیں رہتی ۔ اور نہ وہ دلیل و براہین جانتے ہیں ۔ جنہوں نے ہمارے راجستھان کو پڑھا ہوگا ۔ وہ سمجھ سکتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں - راجپوت ماتاؤں نے اپنے لڑکوں کو جفاکشی اور دلیری کے کیسے سبق دیئے تھے ؛

بچّوں پر جبر و سختی کم ہو - ماں باپ دونوں مل کر اُن کی قوت ارادی کی تکمیل میں محبت و اُلفت کے ساتھ کام کریں - اور جہاں وہ ہاتھ پاؤں نکالیں گے - ستاروں کی طرح دُنیا میں چمک اُٹھیں گے - اِس سے بہتر اور کیا تربیت ہوسکتی ہے ؛

بچّوں کے ساتھ مکر و فریب کا برتاؤ نہ ہو - اکثر لوگ روتے ہوئے بچّوں کو جھوٹے وعدے کرکے خاموش کراتے ہیں - اِس وقت تو بچّہ چاہے چُپ ہو جائے - مگر آئندہ زندگی میں وُہ سخت مکار و دھوکہ باز نکلے گا - جو اِس طرح اپنے بچّوں سے جھوٹ بولتے ہیں - وُہ بد ذات سخت سنگدل جلّاد اور بیرحم قاتل ہیں - کیونکہ یہ خود اپنے بچّے سے زندگی چھین لیتے ہیں - اور اُس کو زبردستی موت کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں - کیا وجہ ہے - ہم بچّوں کو شروع سے یہ سبق سکھائیں - تم آتما ہو - تمام دُنیا تُمھاری ہے - تم کوشش کرکے عقل سیکھو - ساری نعمتیں ہاتھ باندھے ہوئے تمھارے پاس کھڑی ہوں گی ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قوتِ ارادی ہی انسان ہے؟

جس میں جتنی قوت ارادی ہوگی۔ اُتنا ہی وہ انسان کہلانے کا مستحق سمجھا جائے گا۔ کیونکہ یہی اصلی چیز ہے۔ جو اُس کے رگ و پٹھوں کو مضبوط کرتی ہے۔ اِس کے چال چلن کو بناتی ہے۔ اِس کے پاؤں کو چلنے کی اور ہاتھ کو پکڑنے کی طاقت عطا کرتی ہے۔

قوت ارادی کی تربیت کا طریقہ کیا ہے۔ جس سے یہ مؤثر اوزار کا کام دے سکے؟ اِس سوال کا جواب یہ ہے:-

بعض لڑکوں میں خود بخود زوردار ارادہ کی طاقت موجود رہتی ہے۔ ایسی حالت میں اِس کی تربیت اس طرح کی جائے۔ کہ وہ ضدی اور ہٹیلا نہ بننے پاوے۔ اس کو صرف مانجھا دیا جائے۔ تاکہ وہ عقل اور تمیز کی دار کس کے لگنے سے صاف و شفاف بن جائے۔ اس کا بہتر طریقہ یہ ہے۔ کہ اُس کو کسی نہ کسی قسم کا کام سپرد کیا جائے۔ جس میں اِس کو سوچنے اور کام کرنے کا موقع ملے۔ ماں باپ صرف ان کو اپنے مشورہ سے فائدہ پہنچاتے رہیں۔ لڑکے فطرتاً کام کے شائق ہوتے ہیں۔ کام اِس طرح دیا جائے۔ جو وہ کر سکتے ہیں۔ اور جب وہ کرنے لگیں۔ اُن کی حوصلہ افزائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا بھی خیال رہے ؛

اس طرح کام لیتے ہوئے وقتاً فوقتاً اُن کو قوت ارادی کے متعلق مختصر۔ عام فہم اور مؤثر اسپیچ بھی دی جایا کرے ۔ جس کے ساتھ بشرط ممکن قصے اور کہانیاں بھی رہا کریں۔ جو ماں باپ اس طرح تعلیم دینگے وہ اپنے بچوں کو انسان بنا جائیں گے۔ اور یہ بچے جب مقصد کو لے کر زندگی شروع کریں گے۔ اُس میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرلیں گے ؛

مؤثر قوتِ ارادی

لیکن ضرورت یہ ہے ۔ کہ مؤثر قوت ارادی کی تکمیل ہو۔ یہ ممکن ہے ۔ کوئی شخص بیل کی طرح اپنے سر کو پتھر سے ٹکرالے مگر یہ بیل کا کام کہا جائیگا۔ انسان کا نہیں انسان کے ہر کام میں سب سے پہلے سمجھ بوجھ ہونی چاہیئے۔

اوّل اندیش و انگہے گفتار
پائے پشت آمدست و پس دیوار

اِنسان پہلے سوچ لے کہ یہ کام کرنے کے قابل بھی ہے یا نہیں ۔ اور اِس میں کامیابی کی کس حد تک اُمید ہے ۔ جب تک اس کا فیصلہ نہ کرلیا جائے ۔ کام کی ابتدا نہ ہو ؛

مطلب یہ ہے ۔ پہلے غور و فکر سے کام لے ۔ جو اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طرح سوچ سمجھ کر کام کریں گے - اُن کو ناکامیابی کا خدشہ نسبتاً بہت ہی کم رہیگا؛

اس میں خود داری - سلف ریسپکٹ - وغیرہ کا بھی شمول ہے لیکن گو اکثر لڑکوں میں قوت ارادی کسی حد تک فطرتاً موجود رہتی ہے - مگر دوسروں میں کبھی کبھی بالکل نہیں ہوتی - اگر پرواہ نہ کی گئی - تو یہ بالکل نکمے بن کر دُنیا میں رہیں گے - اس لئے ترغیب و تحریک سے ان میں یہ مادہ پیدا کرنا چاہیئے - اور آہستہ آہستہ صبر کے ساتھ ان کی تربیت کا لحاظ رکھنا چاہیئے؛

قوتِ ارادی کا سبق

ماں باپ لڑکے سے کبھی کبھی کہا کریں "اب تمہاری قوت ارادی بڑھ رہی ہے - آج کا کام بہت اچھا ہوُا - اس طرح اگر برابر یہ سلسلہ جاری رہا - تو تم بھی دُنیا میں انسان بن جاؤ گے"

اس قسم کی تحریک بچّوں کے ساتھ وہی سلوک کرتی ہے - جو سورج کی کرنیں نئے پودے کے ساتھ کرتی ہیں - کیونکہ اگر یہ کرنیں نہ ہوں - تو ممکن نہیں پودوں میں کبھی پتے آسکیں؛

ان باتوں سے نہ صرف بچے کا دل خوش ہوگا - بلکہ وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زیادہ مستعدی اُور جانفشانی سے کام میں لگے گا - اِس کے حافظہ میں ترقی ہوگی - اُور وہ ایسے کام سے خود بخود بچنے لگے گا - جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں - اُور بتدریج لطیف سمجھ بوجھ حاصل کرلے گا - اُور وہ اپنے دل میں کہنے لگے گا " باپ (یا اُستاد) کہتے ہیں - میری قوتِ ارادی میں ترقی ہورہی ہے - میں پہلے سے زیادہ سمجھ بوجھ والا ہورہا ہوں - اَب مَیں سمجھنے لگا - کہ کِس طرح کام کرنا چاہیئے - اُور آخر تک کامیابی کے لئے کیسے مصروف رہنا چاہیئے - کل میں اُور بھی مستعدی دکھاؤں گا - وعلےٰ ہٰذالقیاس "

بچوں کے ساتھ جب بات کی جائے - سہل اُور عام لفظوں میں کی جائے - باپ دن میں دو چار دفعہ اس کی تحریک و ترغیب کے کلمے زبان سے نکالے - تاکہ ہمت بڑھتی جائے نکتہ چینی صرف اِس قسم کی ہو - جیسے مالی ٹہنیوں کو قاعدہ کے ساتھ چھانٹتا ہے - مگر ناخوشگوار سختی سے پرہیز کیا جائے ؛

ماں باپ کسطرح بات چیت کریں

بچّہ جب ماں باپ کے پاس آکر اپنے کارنامے سُنانے لگے - تو اُن کو چاہیئے - بغور اُس کی باتوں کو سُنیں - اُور اپنا ہاتھ اُس کے سر پر دو چار مرتبہ پھیر دیا کریں - اس طرح ہاتھ پھیرنے سے بڑا نفع پہنچتا ہے - ہمارے گاؤں میں عورتیں اکثر کہا کرتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ ایک مرتبہ کوئی بچّہ والی عورت قریب المرگ تھی۔ اُس نے اپنے خاوند سے روکر کہا۔ تم ان کی پرورش تو ضرور ہی کروگے۔ لیکن میں ایک درخواست کرتی ہوں۔ میرے دونوں ہاتھ کاٹ کر رکھ لو۔ جب لڑکے کھیل کر آویں۔ تب یہ ہاتھ ان کے سر اور پیٹھ پر پھیر دیا کرنا"۔ یہ محض قصّہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "اوروں کے لاڈ پیار سے ماں کا دن میں ایک دفعہ بچے کے مُنہ پر ہاتھ پھیر دینا ہزار ہا مرتبہ بہتر ہے"۔ اکثر لوگ محبت سے بچوں کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ دُعا و آشیرباد دیتے وقت ایسا ہی سُلوک کیا جاتا ہے۔ اس برتاؤ سے بچوں کے دل میں بشاشت آتی ہے۔ اور اُن کا دل اندر ہی اندر گلاب کے پھول کی طرح کھل جاتا ہے۔ کہتے ہیں۔ اس طرح عمل کرنے سے مقناطیسی اثر خارج ہو کر معمول کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اور وہ زیادہ تقویت کا باعث بنتا ہے۔ ریاضت کش ہوگی۔ اور ماں باپ اس طرح سر پر ہاتھ رکھنے سے بہت اچھا اثر پیدا کر سکتے ہیں۔ ہاتھ کے ذریعے قوت ارادی کا بیج بہت اچھی طرح بویا جا سکتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ زبان کے ملائم الفاظ اور دل کی پاک محبت کو بھی شامل کیا جائے۔

لڑکوں کا بار بار جھڑکنا سخت نادانی ہے۔

بچوں کو جھڑکی مت دو۔ اُن کا دل بہت ملائم ہوتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کو ایسا صدمہ پہنچ جاتا ہے جس کا علاج مابعد زندگی میں بھی نہیں ہوتا۔ ماں باپ ضرور ایسی عادت سے پرہیز کریں۔ اُن کے ایسے الفاظ سخت دل شکن ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ میں گھر میں بیٹھا ہوا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ میری منجھلی لڑکی کرسی کے پاس آئی۔ اور چپکے سے اپنی گڑیوں کو فرش پر بٹھا کر کھیلنے لگی۔ تھوڑی دیر تو مجھ کو خبر نہیں ہوئی۔ مگر جب وہ گڑیوں کے کھیل میں خوش ہو کر گانے لگی۔ میری توجہ اُس کی طرف گئی۔ اور میں نے اس کو جھڑک کر کہا۔ کمبخت! تجھ کو اور جگہ کھیلنے کی نہیں ہے"۔ یہ سُن کر کمسن لڑکی کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ میرے سامنے تو کچھ نہیں بولی۔ اپنی ماں کے پاس جا کر رونے لگی "بابو جی اچھے آدمی نہیں ہیں۔ مجھ کو گالی دیا ہے"۔ اور وہ دو دن تک بلانے پر بھی میرے پاس نہیں آئی۔ بچوں میں احساس کی قوت بہت زیادہ تیز ہوتی ہے۔ جو لوگ اُن کے دل کا خیال نہیں رکھتے۔ وہ گناہ کرتے ہیں۔ بچوں سے اچھی طرح شائستگی کا برتاؤ کرو۔ وہ شائستہ ہونگے۔ اس کے برعکس وہ بُرے بن جائیں گے۔ بچوں کی اصلی تعلیم ماں باپ کی تحریک و ترغیب پر منحصر ہے۔

جب بچے ابھی کمسن ہوں۔ اُن میں نیک عادات پیدا کرو۔ ماں باپ دونوں صبح اُٹھ کر حاجات ضروری سے فارغ ہوں۔ اور اپنے بچوں کو لے کر بلا ناغہ ایشور کی پرارتھنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کریں - اَور زبان سے وہ لفظ نکالیں - جن کی زیادہ ضرورت ہے مثلاً پرماتمن! تو ایسی دیا کر کہ آج نہ ہم جھوٹ بولیں - نہ کسی کے ساتھ بدی سے پیش آئیں - اَور اسی طرح سوتے وقت ماں باپ اَور لڑکے سب دعا مانگیں - اس کا نیک اثر چند ہی روز میں محسوس ہونے لگیگا - اَور یہ دعا اُن کی قوت ارادی کو پختہ بنا دے گی ؛

افسوس یہ ہے - ہندوؤں میں دعا وغیرہ مانگنے کا طریقہ بالکل مفقود ہو چلا ہے -

اس طرح کی دعا ڈھال بن کر بچوں کو بُری صحبت و بد اخلاقی سے بہ آسانی بچاتی رہے گی ؛

اُن کو اس کے سوا اچھے اچھے دوہے اَور شلوک بھی یاد کراؤ - مَیں نے اپنی لڑکیوں کو نہایت کم سِنی کے زمانہ میں کبیر صاحب کے دوہے جو سچائی کے متعلق ہیں یاد کرائے تھے ؛

سانچ برابر تپ نہیں جھوٹھ برابر پاپ
جاکے ہردے سانچ ہے تاکے ہردے آپ

اَور مجھ کو ان کی زبان سے جھوٹ بات سُننے کا کبھی موقع نہیں ہوا ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قوتِ ارادی کے معجزات

آج کل اخبارات میں اکثر ذکر رہتا ہے۔ کہ محض قوت ارادی کی مدد سے بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ یہ سُننے میں تعجب خیز معلوم ہوتی ہیں۔ مگر یہ غلط نہیں ہیں۔ یہ قوت ارادی کے معجزے ہیں۔ جب آدمی اپنے دل میں ارادہ کر لیتا ہے۔ کہ بیمار نہ ہونگا۔ وہ کمتر بیمار ہوتا ہے۔ آدمی جو سوچتا ہے۔ وہی ہو جاتا ہے۔ کمزور کو طاقتور بنانا۔ بداخلاق کو اخلاق کی راہ پر ڈالنا۔ غیر ممکن کو ممکن بنا دینا۔ یہ سب انسان کی قوت ارادی پر منحصر ہے۔ یوگ میں بھی تو آخر اسی قوت کے نشو و نما کی تعلیم بطرز مختلف دی جاتی ہے جیسے اُس نے شغل سے سِدّھی شکتی آتی ہے۔ اس کی تکمیل سے بھی مضبوطی استقلال اور ثابت قدمی ملتی ہے۔ جب کہیں شور و غل ہو تم اپنے دل میں ٹھان لو۔ ہم اُن کو نہ سُنیں گے۔ اور آہستہ آہستہ وہ کم ہو کر مر جائیں گے۔ بہت سے لوگ کام کاج میں اس طرح مصروف ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کے پاس باجے بجتے ہیں۔ اور پھر بھی وہ نہیں سنتے۔ اسی طرح اشانتی کی جگہ رہ کر شانت رہتے ہیں۔ جھگڑوں کے مقامات میں بھی بے پرواہ نظر آتے ہیں۔ ان سب میں قوت ارادی کی کسی حد تک تکمیل ہوتی ہے۔ یہ تصوف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا - شغل کا - ابھیاس کا - تپ کا - جپ کا - ذکر اور ارادہ کا خفیہ راز ہے - تم میں سے جو شخص اس طرح کا دل بنالیگا - صاحب دل بن جائیگا - جو نہ چاہیگا - کہ دکھ اُس کے پاس نہ آوے - دُکھ خود بخود کوسوں دُور ہو جائیگا -

راؤ دُکھی - اُبدھو دُکھی - دُکھی رنگ بپریت
کہیں کبیر یہ سب دُکھی سُکھی سنت من جیت

یہ عادت بتدریج آتی ہے

اِنسان ذرہ ذرہ باتوں میں پریشان ہو جاتا ہے - ناکامیابی اس کے مزاج کو درہم برہم کر دیتی ہے - عدالت نے مقدمہ کے فیصل کرنے میں دیر کردی - وہ جھنجھلا جاتا ہے - ڈاک خانہ میں خط کی رجسٹری کرانی ہے - دیر کی وجہ سے تلملا اُٹھتا ہے - ایسے انسان کمینہ - حیوان اور وحشی ہیں - اِن سے بڑے کام کبھی سرانجام نہیں ہوں گے - انسان دُنیا میں بہتر کام کے لئے بنایا گیا ہے - اگر ذرہ ذرہ معاملات میں حیوانیت کا اظہار کرنے لگے - تو اُس سے کوئی کیا اُمید کر سکیگا؟

اگر تم میں یہ عادت ہو - تو آہستہ آہستہ اس کو ترک کردو - اس کا کھو دینا اچھا ہے - جب تک یہ ہے - تم میں سے کچھ نہ بن پڑے گا - اِس لئے بتدریج ترقی کرتے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فرما چکے ہیں کہ خواہ عیسائی ہو یا ہندو یا مسلمان اگر قوانین فطرت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو ضرور بیمار ہوگا۔ اس طرح خواہ ہندو ہو یا مسلمان اگر اُس کے گناہ معاف کئے جاویں گے تو اُس کے بدتر ہونیکا زیادہ احتمال ہوگا۔ مولوی صاحب کیا میں کوئی تعصب کی بات کہ رہا ہوں!

مولوی۔ ہرگز نہیں۔

آریہ۔ تب آپ یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ گناہوں کا معاف کرنا گناہ گاری کی تعلیم دینا ہے۔ اور اس سے خدا کے عدل و انصاف پر حرف آتا ہے۔

مولوی۔ بے شک آپ کے کہنے سے تو یہ ہی ثابت ہوا ہے۔

آریہ۔ میرے کہنے سے ہی نہیں۔ بلکہ آپ کی اپنی رائے بھی ہے۔

مولوی۔ بے شک میری بھی یہ ہی رائے ہے۔ مگر میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔

آریہ۔ فرمائیے۔

مولوی۔ جب خدا ہمارے فعل کے مطابق ہی ثمر دیتا ہے۔ تو وہ رحیم کیسے ہوگا۔

آریہ۔ رحم کرنے کے معنی کیا ہیں۔

مولوی۔ کسی غریب کے حال پر ترس کھا کر اُس کا قصور معاف کر دینا۔ اور اس کے دُکھ دور کر دینا یہ ہی رحم ہے۔

آریہ۔ معاف کرنا تو بن نہیں سکتا کیونکہ یہ قانون کے خلاف ہے۔ باقی رہ گیا رحم کرنا سو اُس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو چھوڑ دیا جاوے۔

مولوی۔ اگر یہ نہیں تو اور کیا معنی ہیں۔

آریہ۔ دیا کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اُس کے دُکھ دور کر دیئے جاویں بلکہ جو اسباب کہ اُس کی تکلیف کے ہیں ان کا ناش کر دیا جاوے۔

مولوی۔ ہمارا بھی یہی مطلب تھا۔ مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ بغیر معاف کئے ایسا ہونا ناممکن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے!

آریہ۔ جی ہاں! بغیر معاف کئے ایسا ہو سکتا ہے۔ اور وہ ایسے کہ اس کے کرموں کا پھل دیکر اس کے دل میں ایسا گیان پیدا کر دیا جاوے کہ وہ آگے کو پھر گناہ نہ کرے۔

مولوی۔ اگر بغیر پھل دئیے ایسا کر دیا جاوے تو کیا حرج ہے۔

آریہ۔ یہی حرج ہے کہ گناہ بغیر ثمر کے رہ گئے۔ اور گناہ کا بغیر ثمر رہنا قانون قدرت کے خلاف ہے۔

مولوی۔ اس میں رحم کی کون سی بات ہوئی جب کہ اس کے گناہ کا بدلہ بھی دیدیا گیا!

آریہ۔ اگر گناہ کا ثمر نہ دیا جاتا تو بڑی بھاری بے رحمی ہوتی کیونکہ ایسا کرنے سے گناہ دور نہیں ہو سکتا

مولوی۔ اور اب کیا ہو گیا۔

آریہ۔ اب یہ ہوا کہ گناہ بھی دور ہو گئے اور دکھ بھی دور ہو گئے۔ عدل بھی ہو گیا۔ رحم بھی ہو گیا۔

مولوی۔ یہ کیسے۔

آریہ۔ یہ ایسے کہ گناہ کی سزا دینے سے عدل ہو گیا اور دکھ بھگتا کر صاف کر دینے سے رحم ہو گیا۔

مولوی۔ تب کیا آپکا مطلب یہ ہے کہ عدل ہونے سے ہی رحم ہو سکتا ہے۔ بغیر عدل کے رحم نہیں

آریہ۔ بیشک۔ عدل میں رحم ہے۔ اور انصاف کرنے سے ہی سچا رحم ہو سکتا ہے۔ نہ کہ معاف کر دینے سے۔

مولوی۔ میں خوش ہوں کہ آپ کی صحبت سے میرے علم میں قابل قدر اضافہ ہوا اور میں صفات الٰہی کے بارے میں آپکے مناسب اور منصفانہ خیالات سنکر محظوظ ہوا۔

آریہ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگلے ہفتے کسی دلچسپ مضمون پر بحث ہوگی۔

مولوی۔ جی ہاں! میرا خیال ہے کہ اب کی دفعہ مسئلہ خواہش پر بات چیت ہو اور تحقیق کی جاوے کہ آیا خدا میں خواہش ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کا ارواح و مادہ پر کیا اثر ہے۔

آریہ۔ بہت ٹھیک۔ میرا بھی ارادہ تھا کہ آپ سے اس مضمون کی نسبت عرض کروں۔ اچھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ضرور تشریف لائیے گا۔

ہفتہ بیت گیا اور مولوی صاحب تشریف لے آئے اور فرمانے لگے۔

خدا اور خواہش (۳)

مولوی۔ پنڈت جی! میں چاہتا ہوں کہ آج کی بحث پہلی بحثوں کی نسبت زیادہ دلچسپ ہو اور اس پر کافی روشنی ڈالی جاوے۔

آریہ۔ مولوی صاحب! زیادہ دلچسپ بنانا تو آپ کا ہمارا ہی کام ہے۔ اگر آپ کا ایسا ارادہ ہے تو بڑی خوشی سے دلچسپی کا مصالحہ لگا دیں اور سرچ لائٹ کی روشنی ڈالیں جناب عالی آپ کو منع ہی کون کرتا ہے۔

مولوی۔ اچھا تو شروع کروں نہ! اجازت ہے۔

آریہ۔ بڑے شوق سے۔

مولوی۔ قرآن شریف کا فرمان ہے۔ کہ لَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِی الرَّحْمَۃِ۔ یعنی اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک ہی مذہب کا ماننے والا کر دیتا۔ لیکن اُس نے ایسا چاہا نہیں بلکہ جس کو چاہتا ہے اُس کو اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان فخر کرتا ہے۔ کہ مجھے بڑی رحمت ہوئی ہے جو اسلام میں پیدا کیا گیا ہوں کیونکہ یہ در اصل خدا کی مہربانی ہے۔ کہ خاص خاص لوگ ہی مسلمان بنائے گئے۔ ورنہ کیا خدا اور لوگوں کو بھی مسلمان نہ بنا سکتا تھا۔ اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا کی خواہش بڑی زبردست ہے۔ اور اُس کو ارواح کی خواہش و حرکت پر پورا پورا قبضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ - اس بات کو تو ہم پھر کبھی جانچینگے کہ مسلمانوں پر خدا کی رحمت ہے - یا لعنت - مگر اسجگہ میں آپ سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں -

مولوی - کیا آپ یہ بھی خیال رکھتے ہیں کہ خدا کی رحمت مسلمانوں پر نہیں ہے -

آریہ - جی ہاں - بلکہ میرا ارادہ یہ ہے - کہ میں آپ کے قرآن مجید سے ہی اس بات کا ثبوت دوں مگر مجھے معاف کیجئے اسوقت میں اس بات پر طول نہیں دینا چاہتا -

مولوی - کیوں -

آریہ - اس لئے کہ ایسا کرنے سے اصل بحث کوسوں دور جا پڑیگی اور مطلب خبط ہو جاویگا -

مولوی - بہت بہتر اچھا تو آپ فرمائیے کیا دریافت کرنا چاہتے تھے -

آریہ - خدا جو چاہتا تو ایک مذہب میں ساری دنیا کو کر دیتا - صرف اسی حصہ پر میرا اعتراض ہے کہ خدا نے جو یہ نہ چاہا سو کیا سوچکر نہ چاہا - کیا ایسا کرنے سے کوئی نقصان تھا یا کچھ اور خرابی کا اندیشہ تھا -

مولوی - یہ بات تو خدا سے ہی پوچھنی چاہیئے - مجھے کیا پتہ - میں نے تو بھائی صاحب! جیسا قرآن شریف میں لکھا ہے کہدیا - اب اگر آپ اس پر جرح کرنا چاہتے ہیں تو خدا سے ہی پوچھ لیجئے -

آریہ - خدا سے پوچھنا چاہیئے !!

مولوی - جی ہاں! خدا سے -

آریہ - ارے میاں! وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ کے معنی کیا ہیں!

مولوی - اس کے معنی تو یہ ہیں کہ اگر خدا چاہتا! آپ اپنا مطلب کہئے!

آریہ - مطلب پھر بتلاؤں گا -

مولوی - اور سب!

آریہ - اب ایک بات اور پوچھتا ہوں کہ وہ اور لیکن داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے"!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ - یہ فرمائیے کہ ان ہر دو جملوں کو کون استعمال کر رہا ہے۔

مولوی - یعنی ان کا متکلم کون ہے۔

آریہ - جی ہاں۔

مولوی - اُن کو کہ رہا ہے خدا۔

آریہ - اس کا کیا ثبوت کہ خدا کہ رہا ہے۔ بھلا اگر کوئی اور کہ رہا ہو تو؟

مولوی - اور کیسے کہیگا کلام اللہ ہے یا ٹھٹھا۔ اجی صاحب! قرآن کی آیت ہے۔ اس کو کون کہیگا یہ تو خدا کا فرمان ہے۔

آریہ - بھولے مولوی صاحب ابھی تو ثبوت مانگتا ہوں کہ اس کا کہنے والا خدا کیسے ثابت ہوتا ہے۔

مولوی - ہم جو کہتے ہیں کہ خدا کا کلام ہے۔ پھر آپ کیوں دوسرا ثبوت مانگتے ہیں۔

آریہ - آپ کی کوئی سند نہیں۔ اجی حضرت! آپ جو اندھا دھند یہ کہ رہے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ تو کیا آپ نے خدا کو یہ کلام کرتے ہوئے سُنا تھا۔ یا آپ کی ذاتِ مبارک نے رُوبرُو سامنے ہو کر باتیں کی تھیں۔

مولوی - جھوٹ کیوں کہوں۔ مجھسے تو بات چیت ہوئی نہیں۔

آریہ - پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ خدا کہ رہا ہے۔

مولوی - اگر خدا نہیں کہتا تو اور کون کہ رہا ہے۔

آریہ - الفاظ پر غور کیجئے خود بخود معلوم ہو جاویگا معاملہ کیا ہے۔

مولوی - کن الفاظ پر کیا آپ کے الفاظ پر یا میرے الفاظ پر۔

آریہ - نہ میرے الفاظ پر اور نہ آپ کے الفاظ پر

مولوی - پھر کس کے الفاظ پر غور کیا جاوے۔

آریہ - آیت کے الفاظ پر۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی - اچھا تو غور کیجئے۔ میں بھی غور کرنیکے لیئے تیار ہوں۔
آریہ - ولو شاء اللہ کے معنی کیا بتائے تھے!
مولوی - اور اگر چاہتا اللہ۔
آریہ - اور ولٰکِن یُدخِلُ مَن یَشاءُ کے!
مولوی - لیکن داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔
آریہ - اچھا تو اب یہ فرمائیے کہ یدخل اور ندخل میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔
مولوی - بڑا بھاری فرق ہے۔ بلکہ مفہوم ہی الٹ جاتا ہے۔ یدخل کے معنی ہیں وہ داخل کرتا ہے اور ندخل کے معنی میں ہم داخل کرتے ہیں۔ کہاں صیغہ غائب اور کہاں متکلم!
آریہ - اور لگے ہاتھ یہ بھی طے کر دیجئے کہ اگر کسی جملہ کا بولنے والا خود اپنے لیئے جملہ استعمال کرے تو غائب کو استعمال کریگا یا متکلم کو!
مولوی - غائب کو کیسے کریگا بھائی جو خود متکلم ہے وہ غائب کیسے ہو سکتا ہے غائب کا استعمال ہی تب ہوتا ہے۔ جب وہ خود موجود نہ ہو۔ اور اس کی بابت دوسرا کہہ رہا ہے۔
آریہ - تو کیا جو صیغہ غائب استعمال کرے وہ متکلم تو نہ ہوگا۔
مولوی - اس جملہ کا تو ہوگا۔ مگر مضمون کا نہیں۔
آریہ - تو اب یہ بتلائیے کہ اگر میں اپنے متعلق یہ کہوں کہ اگر وہ چاہتا تو چلا جاتا۔ یا وہ جس کو چاہتا ہے اسکو دیدیتا ہے۔ تو کوئی نقص تو نہ ہوگا!
مولوی - واہ پنڈت جی یہ تو بالکل غلط ہے کیوں کہ آپ کو صیغہ متکلم کا استعمال کرنا چاہیئے۔
آریہ - کیسے کروں۔ یہ بھی فرما دیجئے۔
مولوی - آپ کہیں اگر میں چاہتا تو چلا جاتا۔ یا جس کو میں چاہتا ہوں دیتا ہوں۔
آریہ - لیکن اگر کوئی کہے کہ میں نے اپنے لیئے غائب کا استعمال کیا ہے۔ تو وہ درست ہوگا یا نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی۔ وہ تو پورا پورا احمق ہوگا جو ایسا کرے گا۔

آریہ۔ بے شک میں بھی یہی کہا چاہتا تھا۔ مگر یہ تو فرمائیں کہ اگر خدا چاہتا اور لیکن وہ داخل کرتا جس کو چاہتا ہے۔ ان الفاظ کو کہنے والا خدا ہے۔ یا خدا کے علاوہ کوئی اور شخص!

مولوی۔ یہ تو کسی اور کے ہی الفاظ معلوم ہوتے ہیں کیونکہ صیغہ متکلم کا استعمال نہیں ہے۔ اگر خدا کے کہے ہوئے ہوتے تو یہ ہوتا کہ اگر میں چاہتا یا میں جس کو چاہتا ہوں داخل کرتا ہوں۔ ایسا پایا جاتا۔ مگر چونکہ ایسا نہیں ہے بلکہ برخلاف اس کے غائب موجود ہے۔ اس لئے یہ خدا کا کہا ہوا نہیں ہے۔

آریہ۔ مگر آپ فرماتے تھے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اب آپ خود ہی کہنے لگ پڑے۔ کہ یہ تو کسی اور کا کام ہے۔

مولوی۔ بے شک میرا خیال تھا۔ مگر آپ نے عجیب طریقہ سے میرے خیال کو رد کر دیا۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ اگر خدا کا نہیں تو کس کا ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب! کتاب آپ کی عقیدہ آپ کا۔ صرف و نحو آپ کی اور علم و ادب کے قاعدے واصول آپ کے مجھے کیا معلوم کہ یہ کس کا کلام ہے۔

مولوی۔ میں آپ سے اس لئے پوچھتا ہوں کہ آپ بھی عربی جانتے ہیں اور قرآن پڑھے ہوئے ہیں۔

آریہ۔ میرے خیال میں یہ محمد صاحب کا کہنا ہے۔ اور وہ ہی فرما رہے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک مذہب میں کر دیتا۔ لیکن اس نے ایسا چاہا نہیں۔ بلکہ جسے وہ چاہتا ہے اسے ہی اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

مولوی۔ ٹھیک ہے ایسا ہی ہے۔ لیکن اس سے قرآن شریف حضرت محمد صاحب کی تصنیف معلوم ہوتی ہے۔

آریہ۔ اس بات پر ہم کبھی روشنی ڈالیں گے۔ اور واضح طور پر عرض کریں گے۔ کہ قرآن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کس کی تصنیف ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ کے دل میں تحقیقات کرنیکا خیال بیٹھ گیا ہے۔
امید ہے کہ اگلی ملاقات میں خاص طور پر مسئلہ الہام پر بحث کریں گے۔

مولوی۔ اور آج کس پر بحث ہوگی۔

آریہ۔ ابھی تو خدا کی صفات ہی جائے مبحث پر تشریف رکھتے ہیں۔ کیا آپ بھول گئے!

مولوی۔ اچھا ہاں تو آپ نے مان لیا کہ خدا میں خواہش ہے۔ اور اس کی خواہش کا اثر ارواح کی حرکات پر ہے۔

آریہ۔ اسی سلسلے میں تو آپ سے پوچھا تھا کہ خدا نے جو نہ چاہا سو کیوں کیا۔ ایسا چاہنے سے کسی خرابی کا اندیشہ تھا۔ یا کچھ اور بات تھی!

مولوی۔ جناب عالی! میں نے کبھی تو عرض کر دیا تھا۔ کہ یہ بات خدا سے ہی جاکر پوچھنی چاہئے پھر آپ مجھ غریب پر کیوں اعتراض کرتے ہیں۔

آریہ۔ آپ پر اس لئے اعتراض کرتا ہوں کہ آپ خدا سے پوچھ سکتے ہیں۔

مولوی۔ میں خدا سے کیسے پوچھ سکتا ہوں۔

آریہ۔ کیا آپ پانچوقت نماز نہیں پڑھتے۔

مولوی۔ پڑھتا ہوں۔

آریہ۔ پھر کیا آپ ایک وقت بھی خدا سے نہیں پوچھ سکتے۔

مولوی۔ اجی نماز میں خدا سے بات چیت تھوڑی ہی ہوتی ہے۔ وہ تو عبادت ہے۔

آریہ۔ تب کیا آپ کی عبادت پر خوش ہو کر خدا نے آج تک کچھ نہیں فرمایا۔

مولوی۔ پنڈت جی نماز کے ذریعہ خدا سے سوال جواب نہیں ہو سکتے۔

آریہ۔ اگر نماز خدا کی حضور سے جانے سے قاصر ہے۔ تو اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں ارے میاں ہم تو یہ ہی سمجھے بیٹھے تھے کہ آپ دن میں پانچ دفعہ خدا کے ہاں جاتے ہیں۔

مولوی۔ آپ کا خیال غلط ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ۔ اچھا تو ایسا کیجئے۔ اگر نماز کے وقت خدا نہیں بولتا تو کسی اور وقت بات چیت کر لیجئے گا۔ مگر میرے سوال کا جواب ضرور لائیے گا۔

مولوی۔ اجی یہ کام مجھ سے نہ ہوگا بھلا یہ کوئی معمولی سی بات ہے کہ خدا سے جا کر پوچھا جائے کہ تو نے یہ کیوں چاہا۔ اور وہ کیوں نہ چاہا۔

آریہ۔ ایک اور طریقہ بتلاتا ہوں غالباً وہ بہت درست ہوگا۔ آپ قرآن کو خدا کی لوٹ بک مانتے ہیں نہ۔ اس لئے اُس میں ہی دیکھ کر بتلائیے کہ بات کیا تھی جو خدا نے ایسا نہیں چاہا۔

مولوی۔ ہاں! یہ مانتے ہیں۔ میں قرآن شریف کی ورق گردانی کرتا ہوں اور آپ کے سوال کا جواب لاتا ہوں۔

آریہ۔ اچھا تو غوطہ لگائیے!

مولوی۔ یہ لیجئے مل گیا۔

آریہ۔ شاباش۔ لائیے۔ فرمائیے! کیا جواب لائے۔

مولوی۔ سورۂ ہود رکوع ۱۰ آیت یہ ہے۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ یعنی لوگوں کو اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ اُس کا وعدہ پورا ہو۔

آریہ۔ کیا دنیا کے پیدا کر نے سے پہلے خدا نے کوئی وعدہ کیا تھا۔

مولوی۔ وہی تو آیت کہہ رہی ہے کہ اس وعدہ کے پورا کرنے کو ہی دُنیا پیدا کی۔

آریہ۔ اچھا وہ وعدہ کیا تھا!

مولوی۔ وعدہ یہ تھا کہ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ یعنی ضرور بھر دونگا دوزخ کو جنوں سے اور آدمیوں سے۔

آریہ۔ تو کیا خدا نے دُنیا پیدا کرنے سے پہلے وعدہ کر لیا تھا۔ کہ جہنم کو بھر کر رہوں گا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی۔ جی ہاں۔ اب تو آپ کو پتہ لگ گیا۔ کہ خدا نے کیوں خواہش کی تھی۔ کہ ایک مذہب نہ ہونے پاوے۔ حالانکہ وہ ایک ہی مذہب کر سکتا تھا۔

آریہ۔ گویا کہ خدا نے ہی تفرقہ ڈالا اور انسانوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنایا۔ بھلا مولوی صاحب! اگر خدا ایسا نہ کرتا تو کیا امن و امان سے نہ گذرتی۔ ایک ہی مذہب ہوتا۔ ایک ہی کتاب ہوتی۔ اور ایک ہی معبود ہوتا۔ اور ساتھ اتفاق ہوتا۔ تو سب کے سب چین سے رہتے۔ مگر خدا نے نہ جانے کیا سوچا کہ ایک دوسرے کو ایک دوسرے کا جانی دشمن بنا دیا۔ پھر بھی یہ سوال ہوتا ہے کہ رحم کرنے والے خدا کے دل میں یہ تفرقہ ڈالنے کا خیال کس طرح پیدا ہوا۔ اور کس بات نے مجبور کیا کہ خدا اس قسم کی دنیا بنائے جو آپس میں لڑا کرے۔

مولوی۔ آپ سے عرض کیا تھا کہ محض اس لیئے کہ خدا کا قول پورا ہو۔

آریہ۔ کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ خدا اتنا سوچ سمجھ والا ہو کر بھی محض اپنے فضول قول کو پورا کرنے کے لیئے بے چارے ارواح کو جہنم کا عذاب دیگا۔

مولوی۔ اس نے اپنے قول کو پورا کرنے کے لیئے ایسی خواہش کی۔

آریہ۔ اچھا اگر خدا ایسا نہ چاہتا تو کیا ہوتا۔

مولوی۔ ہوتا کیا! دوزخ خالی رہ جاتا۔

آریہ۔ خالی رہ جاتا تو اچھا ہی تھا۔ کیوں کہ کوئی بھی تکلیف نہ اٹھاتا۔ اچھا مولوی صاحب! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے سامنے ایک بھی شخص دکھی نہ ہو تو اچھا ہوگا یا برا!

مولوی۔ اچھا ہی ہوگا۔ کم از کم میں تو ہرگز برداشت نہ کروں گا۔ کہ کوئی شخص میری آنکھوں کے سامنے تکلیف اٹھائے۔

آریہ۔ تب کیا خدا آپ اور ہم سے بھی بے رحم ہے جو لاکھوں کروڑوں روحوں کو جہنم میں پھینک کر خوش ہوتا ہے۔

مولوی۔ نہیں نہیں وہ رحیم اور رحمان ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ - اگر رحم والا ہے تو اُس نے ایسا کیوں کیا۔

مولوی - اس کا قول جو تھا۔

آریہ - کل کو وہ کوئی اور قول قرار کر بیٹھیگا۔ تو اُس کا کون ذمہ وار ہوگا۔

مولوی - خدا خود ہی ذمہ وار ہوگا۔

آریہ - لیکن اُس کے قول کو ارواح سے کیا تعلق! اگر اُس کو ایسے بیہودے قول ہی کرنے ہیں تو اپنے آپ کو جہنم میں پھینکدیا کرے۔

مولوی - اس سے فائدہ!

آریہ - اس سے کئی فائدے ہونگے۔

مولوی - دو ایک تو بتلائیے تاکہ ہم بھی غور کریں۔

آریہ - سنئیے! اول یہ کہ خدا اپنے آپ کو جہنم میں پھینک دے۔ تو بیچاری رُوحوں کی تکلیف نابود ہو جاوے کیونکہ وہ بیگناہ محض خدا کی وجہ سے ہی دوزخ میں پھینکی جاتی ہیں ورنہ ان کا قصور ہی کیا ہے۔ قرآن تو خود کہ رہا ہے۔ کہ خدا کے چاہنے پر ایسا ہوتا ہے نہ کہ روحوں کے اعمال سے۔

مولوی - دوسرا فائدہ کیا ہوگا۔

آریہ - دوم یہ کہ خدا کو معلوم ہو جاویگا کہ دوزخ کی تکلیف ایسی ہوا کرتی ہے۔ تاکہ دوسروں کی تکلیف کا اندازہ لگانے میں غلطی نہ ہو۔

مولوی - تیسرا فائدہ کیا ہوگا۔

آریہ - سوئم یہ کہ خدا کو اپنے گناہ کا ثمر مل جاوے گا۔

مولوی - یہ کیسے!

آریہ - خدا جو بغیر سوچے سمجھے قول کر بیٹھتا ہے۔ کہ دوزخ کو آدمیوں سے بھروں گا کیا یہ اُس کا قصور نہیں ہے!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی - اچھا تو پھر۔
آریہ - پھر کیا اُس کا نتیجہ بُھگتنا چاہئے تاکہ آئندہ اس قسم کا بے ہودہ فول نہ کر بیٹھے۔ اور اگر کریگا تو دوزخ میں دھکیلنا ہوگا۔
مولوی - بہت ٹھیک۔ مگر یہ تب ہو جب خدا سے اوپر بھی کوئی خدا ہو!
آریہ - یہ تو اندھیر گردی ہے۔ کہ چونکہ اُس کے اوپر کوئی ہے نہیں۔ اس لئے اوٹ پٹانگ فعل کرلیتا ہے۔ اور بیچارے بے گناہوں کو جہنم میں پھینکتا پھرتا ہے۔
مولوی - خدا تو گنہگاروں کو ہی دوزخ میں پھینکتا ہے نہ کہ بیگناہوں کو۔
آریہ - اچھا یہ بتائیے کہ گنہگار پہلے ہیں یا دوزخ!
مولوی - دوزخ۔
آریہ - دوزخ پہلے ہے یا خدا کا ارادہ۔
مولوی - خدا کا ارادہ۔
آریہ - جب خدا نے پہلے ارادہ کرلیا کہ دوزخ بنا کر اس میں لوگوں کو ڈالونگا۔ تب ہی تو اُس نے دوزخ کی عمارت شروع کی۔
مولوی - بے شک ارادہ کرنیکے بعد دوزخ بنایا۔
آریہ - اور جب دوزخ بنا چکا تو لوگوں کو پیدا کیا تاکہ ان کو اس میں پھینکوں۔
مولوی - بالکل درست!
آریہ - تب گویا خدا نے دوزخ بھرنے کے لئے لوگوں کو کافر بنایا کیونکہ اگر کافر نہ بناتا تو دوزخ نہ بھر سکتا۔
مولوی - بیشک کافروں سے ہی دوزخ بھر جائیگا۔ اور وہ ہی دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔
آریہ - اچھا تو ان بے چاروں کو کافر کیوں بنایا کیا یہ اچھا نہ تھا کہ وہ بھی مومن ہوتے۔ اور جنت میں گلچھرے اُڑاتے!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی ۔ اچھا تو تھا مگر اس سے دوزخ خالی رہ جاتا ۔

آریہ ۔ تب کیا ان بیگناہوں پر سچ مچ ظلم نہیں ہوا۔ جو خدا کے قول کا شکار ہوئے۔

مولوی ۔ بے شک ان کا کوئی قصور نہیں حالانکہ خدا ایسا کرسکتا تھا کہ سب کے سب جنت میں جاتے۔

آریہ ۔ آپ کو معلوم ہوگا ۔ کہ حضرت محمد صلعم کے زمانہ میں بھی عقلمندوں نے ایسا سوال کیا تھا۔ اور خدا پر الزام لگایا تھا۔ کہ اگر وہ چاہتا تو ایسا کرسکتا تھا۔ مگر اس نے نہیں چاہا اس لئے اسی کا قصور ہے۔ نہ کہ ہماری روحوں کا کیونکہ وہ تو خدا کی مرضی سے کافر ہوئیں ورنہ ان کو کیا کوئی شوق تھا کہ دوزخ میں ضرور ہی جاویں۔

مولوی ۔ مجھے یاد ہے کہ سورۂ انعام کے ۱۸ رکوع میں ان کو جواب دیا ہے۔ کہ قل فللہ الحجۃ البالغۃ فلو شاء اللہ لهدٰکم اجمعین ۔ یعنی کہدے کہ تمہارا کہنا ٹھیک ہے۔ بے شک اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے سکتا تھا۔

آریہ ۔ جب دوزخ جنت اس کے کہنے پر ہی منحصر ہیں تو روح کے اعمال تو کچھ چیز نہ ہوئے! کیونکہ جس کو وہ چاہے جنت میں داخل کردے۔ اور جسکو چاہے دوزخ میں دھکیل دے۔

مولوی ۔ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ قرآن مجید میں فرمان ہے کہ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ سورۂ نساء رکوع ۵ ۔ مطلب یہ ہے کہ خدا ذرہ بھر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ جب خدا ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔ تو کیسے مان لیا جائے۔ کہ بغیر سوچے سمجھے وہ جنت اور دوزخ کو بھرتا ہے!

آریہ ۔ یہ تو مسلمانوں کے ساتھ سلوک ہوگا۔ کہ ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہو۔ کیونکہ ان کے لئے تو بہشت کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ اسلام سے رغبت رکھتے ہیں۔ مگر درحقیقت سوچا جاوے تو میرا کہنا غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ قرآن میں خود بارہا یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ خدا جسکو چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے۔ (۱)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سیدھی پر چلاوے۔

مولوی۔ گمراہ کرنا تو شیطان کا کام ہے۔ اللہ تو سیدھا راستہ ہی بتاتا ہے۔

آریہ۔ آپ کا یہ فرمانا بھی قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔ کیونکہ خدا نے شیطان کو بھیجا ہی اس لئے ہے کہ وہ بہکا بہکا کر دوزخ میں ڈالا کرے۔

مولوی۔ کیا آپ کوئی ثبوت رکھتے ہیں۔ کہ خدا نے شیطان کو اپنی مرضی سے دنیا کو بہکانے کیلئے مقرر کیا ہوا ہے۔ اگر ایسا ہے تب تو بڑا اندھیر ہے۔ مگر آپ کو ثبوت دینا چاہیئے۔ تاکہ معلوم ہو کہ قرآن میں اس کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔

آریہ۔ ملاحظہ ہو سورۂ مریم رکوع ۶ آیت پہلی۔ الم تر انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین تؤزھم ازا۔ یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو بھیج رکھا ہے کافروں پر اچھالتے ہیں ان کو ابھار کر۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے اپنے قول کو پورا کرنے کیلئے پہلے تو ان کو کافر بنایا اور پھر ان غریبوں پر شیطان تعینات کئے تاکہ ان سادہ روح ارواح کو ابھار ابھار کر اور اکسا اکسا کو اچھالا کریں۔ تاکہ دوزخ جھٹ پٹ بھرے اور خدا کی طبیعت خوش ہو۔

مولوی۔ کیا اس میں یہ لکھا ہے کہ شیطانوں کو بھیجا اوپر کافروں کے!

آریہ۔ اگر یہ نہیں لکھا تو کیا یہ لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کے اوپر شیطانوں کو مقرر کیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر مسلمانوں کے اوپر شیطان چھوڑے جاتے۔ بیچارے کافروں نے خدا کا کیا بگاڑا تھا جو ان پر شیطان چھوڑے گئے۔

مولوی۔ اس میں کون سے الفاظ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان بھیجے گئے۔ تاکہ کافروں سے اکسا اکسا کر گناہ کراویں۔

آریہ۔ ارسلنا الشیاطین علی الکافرین۔ یہ الفاظ آیت میں ہیں یا نہیں!

مولوی۔ موجود ہیں۔

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ ۔ اُن کا ترجمہ کر دیجئے خود معلوم ہو جاویگا کہ اس کا معنی کیا ہے۔
مولوی ۔ ہم نے رسول کئے شیطان اوپر کافروں کے یہ اس کا لفظی ترجمہ ہے۔
آریہ ۔ تب کیا میرا مطلب صاف نہ ہو گیا!
مولوی ۔ بیشک صاف ہو گیا ۔ مگر یہ کہاں کہ خدا نے بھیجے ہیں!
آریہ ۔ کیا رسول خدا کیطرف سے نہیں آتے۔
مولوی ۔ ہاں رسول خدا کی طرف سے ہی آتے ہیں۔
آریہ ۔ اور آپ فرما چکے ہیں کہ رسول کئے شیطان اوپر کافروں کے۔
مولوی ۔ کافروں کے لئے شیطانوں کو رسول بنایا۔
آریہ ۔ تب تو رسولوں کو بھی سوچ سمجھ کر ماننا چاہیئے ۔ کیونکہ شاید کوئی شیطان ہی رسول بنکر نہ آ گیا ہو
مولوی ۔ شیطان اور رسول ہو کر آئے یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔
آریہ ۔ حیرانی کی بات ہو یا پشیمانی کی رسول شیطان بھی ہوتا ہے ۔ اس آیت سے تو یہ بات ثابت ہو گئی۔
مولوی ۔ مگر شیطان کو رسالت خدا کیطرف سے ملتی ہے اس میں کیا ثبوت!
آریہ ۔ کیا ارسلنا الشیاطین کے معنی بھول گئے۔
مولوی ۔ ہم نے شیطانوں کو رسول کیا یہی تو اس کے معنی ہیں ۔ خدا کا یہاں کیا ذکر
آریہ ۔ نا کے کیا معنی ہے ہم نے یا کچھ اور!
مولوی ۔ ہم نے ہی اس کے معنی ہیں۔
آریہ ۔ تب یہ بھی بتا دیجئے کہ یہ کون کہہ رہا ہے کہ ہم نے رسول کئے کیا آپ فرما رہے ہیں۔
مولوی ۔ میں نہیں کہتا مانا کہ قرآن کا فرمان ہے۔
آریہ ۔ ابھی یہ فرمائیے کہ اگر خدا نہیں کہتا تو اور کون کہتا ہے ۔ اس کا نام بتائیے ورنہ اقرار کیجئے کہ شیطان رسول ہیں اور وہ خدا کیطرف سے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی۔ اور تو کوئی کہنے والا ہے نہیں۔ اچھا میں مانتا ہوں کہ خدا نے شیطان بھیجے تا کہ لوگوں کو اچھالا کریں۔

آریہ۔ بہت دیر میں سمجھے۔ اچھا یہ فرمائیے کہ جب خدا کا قول ہی ارواح کی تکلیف کا سبب ہے۔ تو وہ ظالم کیوں نہیں۔

مولوی۔ ظالم تو وہ ہوتا ہے جو بلاوجہ کسی کو ستائے یا تکلیف دے۔ مگر خدا تو کسی کو بلاوجہ تکلیف نہیں پہنچاتا۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ خدا ذرّہ بھر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

آریہ۔ اگر زبانی جمع خرچ ہی کسی کی بے گناہی کی دلیل ہو تو میں کہتا نہیں مگر جب خدا کا عمل اس کے ظالم ہونیکی دلیل ہے۔ تو آپ کے کہنے کی کیا وقعت!

مولوی۔ کونسا عمل خدا کو ظالم ٹھہراتا ہے۔

آریہ۔ ابھی آپ کی عقل شریف میں خدا کا عمل ہی نہیں آیا۔ ارے میاں! خدا جو بلاقصور ارواح کو کافر بناتا ہے۔ اور ان کے اوپر شیطان چھوڑتا ہے۔ یہ کیا ظلم نہیں ہے۔

مولوی۔ اس میں خدا کا کیا ظلم ہے۔ اگر کافر اب بھی چاہے تو مسلمان ہو کر جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔

آریہ۔ لیکن جب خدا نے اس کی طبیعت کا میلان ہی کفر کی طرف رکھا ہے۔ تو مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔ اور یہ تو بتلائیے آپ کیسے مسلمان ہیں جو خدا کی حکم عدولی کرنے میں اور اس کی محنت سے بنائے ہوئے کافر کو اسلام کی تلقین کر کے مسلمان بنانا چاہتے ہیں۔ اگر اسطرح لوگ مسلمان ہو گئے تو دوزخ خالی نہ رہ جاویگا۔ اور خدا کا قول نہ جھوٹا ہوگا۔

مولوی۔ یہ تو ٹھیک ہے۔

آریہ۔ پھر کیا خدا نے روح کو کافر بنا کر اور اس پر شیطان [illegible] ظلم نہیں کیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی۔ اس سے تو خدا ظالم بھی ثابت ہوتا ہے۔

آریہ۔ تب کیا آپ ایسے خدا پر بھروسہ کرتے ہیں جو بلا قصور لوگوں کو جہنم میں ٹھونس دے۔

مولوی۔ اُن کو ہی ٹھونسیگا جو گنہگار ہوں گے۔ ہمکو تھوڑا دوزخ میں پھینکیگا۔

آریہ۔ تب کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ خدا ایک خود مختیار ہستی ہے وہ جس کو چاہے۔ دوزخ میں پھینک سکتا ہے۔ اور جس کو چاہے جنت میں!

مولوی۔ کیا خدا کی خواہش بغیر قاعدہ کے ہوتی ہے!

آریہ۔ یہ تو آپ جانے اور آپ کی قرآن۔ میں تو خواہش کا ایک سرے سے انکار کرتا ہوں

مولوی۔ تب کیا آپ خدا میں خواہش بالکل نہیں مانتے۔

آریہ۔ اس بات کو بعد میں طے کیجیئے گا پہلے یہ طے ہو جاوے کہ اسلام کی قرآن خدا میں خواہش کی نسبت کیا خیال پیش کرتی ہے۔

مولوی۔ آپ ہی کہ رہے تھے کہ خدا جس کو چاہے گمراہ کرے اور جسکو چاہے سیدھے راستہ پر ڈال دے گویا کہ دوزخ اور بہشت انسان کے اپنے عملوں کا نتیجہ نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی خواہش پر۔ اگر ایسا ہی ہے تو آپ اسلام کی جان قرآن شریف سے یہ بات ثابت کر دیں اور کوئی ایک آیت اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کر دیں۔

آریہ۔ مولوی صاحب! ایک نہیں درجنوں آیات موجود ہیں افسوس کہ آپ کے گھر کی بات بھی ہمیں ہی آپ کو بتانی پڑتی ہے۔

مولوی۔ کوئی حرج نہیں آپ پیش کریں۔

آریہ۔ سورہ آل عمران رکوع ۱۳۔ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ۔ یعنی معاف کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور عذاب میں ڈالتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور سنئیے سورہ انعام رکوع ۴۔ مَنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یُضْلِلْہُ وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْہُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ یعنی جس کو چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے سیدھے راستہ پر لگا دے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر تسلی نہ ہوئی ہو تو اور سناؤں!

مولوی۔ کافی ہے۔

آریہ۔ اب تو آپ کو پتہ لگ گیا کہ خدائے اسلام ایسی آزاد ہستی ہے۔ کہ جس کو بھی چاہے گمراہ اور خوار کر سکتا ہے۔ جس کو بھی چاہے سیدھے راستہ پر لے جا سکتا ہے۔ اور اپنے ارادہ کو ہی کافی مانتا ہے۔ نہ کہ لوگوں کے اعمال کو۔

مولوی۔ ہاں ان آیات سے تو ایسا ہی ثابت ہوتا ہے لیکن اگر ایسا ہی ہوتا ہے۔ تو ایمان لانے کی نسبت حکم نہ دیا جاتا۔ چوں کہ دیا گیا ہے اس لئے خدا کا یہ منشا ہرگز نہیں کہ بغیر عمل کے سزا و جزا دے۔

آریہ۔ جب اس کی خود مرضی نہیں کہ لوگ ایمان لے آویں اور جنت کی سیر کریں۔ تو ایمان لا کون سکتا ہے۔ کیا خدا کی مرضی کے خلاف بھی کوئی کچھ کر سکتا ہے۔

مولوی۔ ہرگز نہیں۔

آریہ۔ جب اس کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ تو ایمان کیسے لایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جنکی مٹی میں ہی خدا نے کفر گوندھ دیا ہے۔ وہ ایمان کا مزا ہی کیسے چکھ سکتا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ خدا کی نسبت جو قرآن میں گمراہی کا فتویٰ لگایا ہے۔ یہ اچھا نہیں کیا۔ کیونکہ در اصل پرماتما کسی کو بھی الٹے راستہ پر نہیں لیجاتا اور یہ اس کی توہین ہے کہ اس کے لئے کہا ہے۔ کہ وہ شیطانوں کو رسول بنا بنا کر بھیجتا ہے۔

مولوی۔ توہین ہو یا اصلیت ہم تو پنڈت جی! یہ جانتے ہیں کہ خدا کی مرضی میں دخل نہیں دینا چاہتے۔

آریہ۔ لیکن یہ تو خیال کرنا چاہیئے کہ ایسا ہونا خدا کے حق میں اچھا ہے یا برا۔

مولوی۔ خدا کیلئے سب کچھ اچھا ہی اچھا ہے۔

آریہ۔ اگر کوئی کسی چیز کو اس کی ماہیت کے خلاف سمجھے تو وہ راستی پر ہوگا۔ یا جھوٹا ہے!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی ۔ جھوٹ پر ۔

آریہ ۔ کیوں ۔

مولوی ۔ اس لئے کہ وہ چیز تو ایسی نہیں اور یہ اس کو ایسا کہ رہا ہے ۔ گائے کو گدہا کہنا جھوٹ کے سوائے اور کیا ہوگا ۔

آریہ ۔ جب گائے کو گدہا کہنے والا جھوٹا ہے ۔ تو خدا کو گمراہ کرنیوالا جو کہتا ہے وہ جھوٹا کیوں نہیں اور یہ بھی سوچئے کہ اگر کوئی گائے کو گدہا کہے تو کیا اُس کے کہنے سے لوگ گائے کو گدہا کہا کریں گے ۔

مولوی ۔ ہرگز نہیں ۔

آریہ ۔ اور کیا گائے گدہا ہو جاویگی ۔ محض اسکی لاعلمیت کیوجہ کے !

مولوی ۔ گائے گدہا ہرگز نہ ہوگی ۔ جیب سی بھی سانپ نہیں بن سکتی تو جاندار گائے کیسے گدہا بن جاویگی ۔

آریہ ۔ جب نہ تو گائے ہی گدہا بنی اور نہ ہی لوگوں نے اُس کو گدہا سمجھا اور نہ ہی گائے کی عظمت کم ہوئی تو جو شخص گائے کو گدہا کہتا ہے وہ نالائق نہیں !

مولوی ۔ میں مانتا ہوں کہ وہ احمق و نالائق ہے ۔

آریہ ۔ کیوں ۔

مولوی ۔ اس لئے کہ وہ گائے کی عظمت کو نہ جان کر اسپر گدہا ہونے کا الزام لگاتا ہے ۔ اور اُس کی نسبت غلط فہمی پیدا کرتا ہے ۔

آریہ ۔ بالکل ٹھیک ۔ کیا یہ ہی خیال خدا کی نسبت نہیں کہا جا سکتا کہ قرآن نے دنیا کو خدا کی نسبت غلط خیال دیا ہے ۔ اور اس کی زرگی پر کر وہ دھبہ لگا نیکی گستاخی کی ہے ۔

مولوی ۔ کیا آپ قرآن پر الزام لگاتے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو آپ قرآن کی توہین کرتے ہیں ۔

آریہ ۔ میں ڈنکے کی چوٹ سے قرآن پر الزام لگاتا ہوں اور لگاؤں گا ۔ اور اگر سچ کہنا توہین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتا ہے۔ تو اس سے بھی باز نہیں رہوں گا۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ آپ خدا پرست ہو کر قرآن پرست ثابت ہوئے۔ میں تو یہ جانتا تھا کہ آپ خدا کے بندے ہیں مگر آپ تو کاغذوں کے بندے نکلے۔

مولوی۔ آپ کا خیال اب بھی غلط ہے۔ میرا منشاء یہ نہیں تھا کہ آپ کو مجرم گردانوں بلکہ تحقیق حق میں آزماؤں۔ سو آپ کی عزت میرے دل میں ہے۔ مگر آپ بھی قرآن کی نسبت کوئی الزام نہ لگاویں۔

آریہ۔ آپ کے پالیسی اور مادی طاقت کے ڈر سے خوشامد سے یا لالچ سے میں ہرگز سچائی کا تیاگ نہیں کروں گا۔

مولوی۔ کیا اندھے کو اندھا کہنا اُس کے دل کو دکھانا نہیں ہے!

آریہ۔ ارے میاں تم تو اندھے کو اندھا کہنے پر بگڑ رہے ہو۔ جو کہ بالکل سچ ہے۔ مگر اُس خدا کا کچھ خوف ہے جس کو اسلام شیطان کا بھیجنے والا کہتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ خدا گمراہ کرتا ہے۔ کیا کوئی بھی خدا پرست خدا پر الزام لگانا برداشت کریگا۔

مولوی۔ [illegible]ت خدا پر ایمان لانا چاہیئے۔ تبھی بھول کرتا ہوں اگر کاغذوں پر ایمان لاتا ہوں اگرچہ خدا پر الزام لگانا کسی خدا پرست کو منظور نہ ہوگا تاہم قرآن کا فرمان ہے۔ اور وہ خدائی کتاب ہے۔ اسلئے سچ ہی ہے۔

آریہ۔ قرآن کے خدائی ہونے پر تو ہم پھر کبھی اچھی طرح بحث کریں گے یہاں اتنا ہی کہتے ہیں۔ کہ جو کتاب خدا کی نسبت غلط خیال پیش کر رہی ہے وہ خدائی نہیں ہو سکتی۔ ارے میاں سوچو تو کیا یہ کم الزام ہے کہ خدا نے اپنا قول پورا کرنے کو کافر بنا ڈالے۔ اور اُن غریبوں کو بہکانے کیواسطے ایک محکمے کا محکمہ کھول دیا اور شیطان کو اُن پر تعینات کیا کہ یہ اُن کو اچھال اچھال کر گناہ کرائے۔ تاکہ دوزخ کی بھرائی خالی نہ رہنے۔ ایسا اندھیر۔ اگر خود اللہ یا بادشاہ ہی اپنی رعیت کو بلا وجہ قتل عام کرے یا اور کسی قسم کی ایذا دے تو کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہہ ظلم نہ ہوگا۔ یقیناً ظلم ہوگا۔ افسوس ہے کہ آپ ایسے خدا کو جو ظالم ہے۔ جس کے دل کا پتہ ہی نہیں۔ اُس پر ایمان لانا چاہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو الزام لگاتے ہیں۔

مولوی۔ یہ آپ نے کیسے کہدیا کہ اُس کے دل کا پتہ نہیں کہ کیا کرے کیا نہ کرے۔

آریہ۔ آپ کے پاس کیا ثبوت کہ مسلمان بہشت میں جاوینگے اور کافر دوزخ میں۔

مولوی۔ قرآن میں سینکڑوں جگہ ایسا ہی ارشاد ہوا ہے۔ کہ ایمانداروں کے لئے بہشت ہے۔ اور کافروں کے لئے دوزخ۔

آریہ۔ یہہ کوئی ثبوت نہیں۔

مولوی۔ اور کیسا ثبوت! کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ میں جاتے ہوئے دکھادوں کہ ہاں صاحب یہ دیکھئے مسلمان بہشت کو جارہے ہیں اور یہ دیکھئے کافر دوزخ میں دھکیلے جارہے ہیں۔ اگر ایسا ثبوت چاہتے ہوں تو میں مجبور ہوں کہ آپ کی تسلی نہیں کر سکتا

آریہ۔ خیر یہ تو آپ کو خود ہی پتہ نہیں۔ مگر میں کوئی دلیل چاہتا تھا کہ لوگوں کو اُن کے اعمال بہشت و دوزخ میں لیجاویں نہ کہ خدا کی خواہش۔

مولوی۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قرآن کے ماننے والا یہہ کہے کہ خدا کی مرضی کے خلاف ایسا ہو رہا ہے میں تو پیشتر عرض کر چکا ہوں کہ خدا کی خواہش ہی کفر اور ایمان و جنت اور جہنم کی جڑ ہے۔ اور خدا نہ چاہتا تو کچھ نہ ہوتا۔

آریہ۔ جب یہ سلسلہ پیدا نہیں تھا۔ تب بھی تو خدا کی گذران ہوتی ہی تھی۔ بلکہ آج کل سے اچھی ہوتی تھی۔ پھر خدا کو چین سے بیٹھے بیٹھے کیا گدگدی سی اُٹھی کہ یہ اڑنگا مول لے لیا اور بدنام ہوا۔ ظالم کہایا وغیرہ وغیرہ۔

مولوی۔ اگر دنیا پیدا نہ کرتا تو لوگ اُس کو ہرگز نہ جانتے اور نہ ہی اُس کی عبادت کرتے۔ جیسا کہ قرآن شریف کا فرمان ہے۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں پیدا کیئے ہم نے انسان اور فرشتہ مگر اس لئے کہ عبادت کیا کریں۔ سو اگر خدا اُن کو پیدا نہ کرتا تو اُس کی عبادت نہ ہوتی۔

آریہ۔ عبادت نہ ہوتی تو اس میں خدا کا کیا بگڑ جاتا تھا۔ اس کو خواہ مخواہ قواعد کرانا اچھا لگتا ہے۔ ارے بھائی! جب اُن کا وجود ہی نہ تھا۔ تو اُن کو سلام کرانے کے لئے پیدا کر مارا اور دوسروں کو انکار کرنے کے لئے اکسایا یہ کیا واہیات کر بیٹھا۔ ہم تو جانتے ہیں کہ اگر پیدا ہی نہ کرتا تو اچھا تھا۔ اچھا چلو یہ ہی بتا دیجیئے کہ خدا نے جو یہ کافر اور مسلمان بنائے سو اپنی خواہش سے بنائے یا اُن کے اعمال کے بموجب بنائے۔

مولوی۔ اُن کا تو وجود ہی نہ تھا اس لئے اعمال کہاں سے آ گئے۔

آریہ۔ اگر بالفرض محال نہ تو اُن کا وجود تھا اور نہ ہی اعمال تو کیا خدا کی خواہش یا محض خواہش نے یہ اتھل پتھل کر ڈالا یا کچھ اور؟

مولوی۔ نہیں اور کوئی نہیں صرف خدا کی خواہش نے یہ سلسلہ جاری کیا۔

آریہ۔ تب آپ اس الزام سے چھوٹ نہیں سکتے کہ خدا نے بلا قصور کافر بنا ڈالے اور اُن کو دوزخ میں گرانے کا وعدہ کیا۔

مولوی۔ اچھا مان لیئے ہیں۔ مگر

آریہ۔ مگر وگر نہ کریں بلکہ یہ بھی مان لیں کہ بلا نیکی کے کئے خدا نے مسلمان بنا دیئے کہ جنت کے مزے لوٹا کریں۔

مولوی۔ یہ بھی مانا مگر۔

آریہ۔ کیا بلا قصور سزا دینا اور بغیر نیک عمل کے کئے جزا دینا انصاف کے خلاف نہیں اور تعصب نہیں ہے؟

مولوی۔ بے شک ہے۔

آریہ۔ تب کیا خدا ظالم اور متعصب ثابت نہ ہو گیا۔

مولوی۔ ہاں! ہو تو گیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ - آپ سچائی کے اظہار میں شرم کیوں کھاتے ہیں - بلا کسی ہچکچاہٹ کے اقرار کریں کہ اسلام کا خدا از روئے قرآن ظالم اور متعصب ہے!

مولوی - میں اقرار کرتا ہوں -

آریہ - جو خدا متعصب اور ظلم کرتا ہو - اُس کا اعتبار کیسا - کیا جانے کس وقت دماغ میں کیا آجاوے اور کیا کا کیا کر مارے -

مولوی - ہے تو ٹھیک آزاد ہستی اور خود مختیاری اسی لئے تو بُری شے ہے کیوں کہ وہ کسی قانون کا پابند نہیں ہوتا -

آریہ - اور جو کسی قانون کا پابند نہیں اُس پر ایمان لانا واجب نہیں - شاید کافروں کو جنت میں لیجاوے - اور بے چارے مسلمان دوزخ کا شکار ہوتے پھریں - مولوی صاحب! کیا خود مختیار خدا سے ایسا ہونا ناممکن ہے!

مولوی - ناممکن تو اُس کے لئے کچھ بھی نہیں - ہاں صاحب کیا پتہ ہے - کہ کب کیا کردے -

آریہ - کیوں کہ اُس میں تو سب کچھ کر ڈالنے کی طاقت ہے - اور پھر طرفہ یہ کہ اُس کو کسی کا خوف نہیں - اور نہ ہی اُس کے اوپر کوئی ہے جس کے آگے اُس کی شکایت لگا سکیں -

مولوی - میں تو ایسے خدا پر ایمان لانے سے باز آیا - بھلا جو اپنی مرضی کا مالک ہے - وہ ہمارے اعمال کو کیا مانیگا -

آریہ - اب ہم آپ کو ایسا راستہ بتاتے ہیں کہ جس سے خدا نہ تو ظالم ثابت ہو اور نہ ہی تعصب کا پُتلا اور نہ ہی خود مختیار لیکن پھر بھی عادل منصف اور سرو شکتیمان بنا رہے -

مولوی - میں تو ایسے ہی خدا کی پرستش کرنا چاہتا ہوں - جو بلا وجہ کسی پر ظلم نہ کرے - تب کیا آپ کی وید میں اسکی نسبت ایسی ہی تعلیم دیگئی ہے -

آریہ - جی صاحب! ایسی ہی بلکہ اس سے بدرجہا بہتر -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی۔ اچھا تو مہربانی کرکے ایک آیت سنا دیجئے تاکہ تسلّی ہو۔

آریہ ۔ وید میں آیت نہیں ہوتی بلکہ منتر ہوتی ہیں ۔

مولوی ۔ اچھا تو منتر سُنا دیجئے۔ معاف کیجئے گا۔ میں نے آیت سمجھا تھا۔

آریہ ۔ سُنئے۔ لشمن الپو مانز سشوا و د ہا تی ۔ یہ یجروید کے ۴۰ دین ادھیائے کا منتر ہے۔ یعنی رُوحیں اپنے اعمال کا ثمر پانے کے لئے ہی دنیا میں آتی ہیں۔ اور پرماتما اُن کو اُن کے کرموں کا پھل دینے کے لئے جسم میں لاتا ہے۔ اور بھی اس ادھیائے میں کہا ہے کہ پرماتما شدھم اپاپ و ددھم یعنی پرماتما بالکل شدھ صاف شفاف ہے۔ اور کسی بھی پاپ سے ڈھکا ہوا نہیں ہے کوئی پاپ اور ظلم نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ۔

مولوی ۔ یہ تو بہت اچھے خیال ہیں ایک دو اور سنائیے ۔

آریہ ۔ مسئلہ تناسخ پر جب بحث ہوگی تو دل کھول کر سناؤں گا۔ اور قرآن کی آیات سے مقابلہ کروں گا۔

مولوی ۔ بہت اچھا۔ اب آج سے میں خدا کی بنسبت جو خیال رکھتا تھا۔ اس کو تبدیل کرتا ہوں اور اس کی صفات کی بنسبت اپنے علم کو وسیع کرتا ہوں ۔ میرا ارادہ ہے کہ صفات الٰہی کا مضمون ختم کردیا جاوے۔ اور مسئلہ الہام پر تحقیقات کی جاوے فرمائیے آپ کی کیا رائے ہے۔

آریہ ۔ مولوی صاحب ابھی کچھ صفات باقی ہیں جن کی تحقیق ہونا نہایت ضروری ہے اس لئے جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو جاوے مسئلہ الہام پر بحث کرنے میں جلدی نہ کیجاوے ۔ آگے آپ کی مرضی! میں ہر طرح حاضر ہوں

مولوی ۔ بہت اچھا۔ تو اگلے ہفتہ صفات الٰہی پر آخری بحث ہو جاوے ۔ تاکہ مسئلہ الہام کو جاری کیا جائے ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ۔ جی ہاں! اگلے ہفتہ خدا کے مجسم ہونے پر بحث ہوگی۔ اور یہ غور کیا جاویگا کہ خدا کا جسم ہے یا نہیں۔

مولوی۔ مجھے یاد آ گیا آپ نے فرمایا تھا کہ میں خدا میں خواہش کا ایک سرے سے ہی انکار کرتا ہوں۔ مگر آپ نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ بلکہ یہ کہکر ملدیئے تھے کہ اس بات کو بعد میں طے کریں گے۔ سو آپ مہربانی کرکے اس کا حل بھی لگے ہاتھ کرتے جائیے۔

آریہ۔ اس کو بھی اگلے ہفتہ کی بحث میں چھیڑا جاویگا۔ اور مکمل بحث کی جاویگی۔ آپ اطمینان فرماویں۔

مولوی۔ اچھا تو اجازت دیجئے۔ سات روز کے بعد دیدار حاصل کروں گا۔

آریہ۔ بہت اچھا ضرور تشریف لائیے گا۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج کی بحث کو دلچسپ بنانے میں آپ نے میری بڑی مدد کی۔

مولوی۔ بحث کی دلچسپی کا تو میں خود ذکر کرنا چاہتا تھا۔ مگر ایسا مسرور تھا کہ مجھ کو یاد ہی نہ رہا کہ آپ کا شکریہ کروں۔ پھر بھی میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ اگلی بحثوں میں بھی اس سے کم دلچسپی نہ ہو۔ کم از کم میری طبیعت کو تو بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ اچھا آداب عرض!

آریہ۔ تسلیمات عرض۔

مولوی صاحب تشریف لیگئے۔ آج بنسبت پہلے کے مولوی صاحب زیادہ خوش نظر آتے تھے اور اُن کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن کے دل میں خاص طور پر خوشی کا احساس ہو رہا ہے۔ چال ڈگمگا رہی تھی اور داڑھی کے بال لبوں کی حرکت سے لہلہا رہے تھے۔ ہفتہ گزر گیا اور مولوی صاحب پھر تشریف لائے اور فرمانے لگے

خدا اور جسم

مولوی۔ پنڈت جی صاحب! آداب عرض ہے۔

آریہ۔ جناب مولوی صاحب! کہیئے آج تشریف۔ کیسے تشریف لائے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولوی ۔ آپکی عنایت ۔ کیا آپ کی اجازت ہے کہ تقریر شروع کروں ۔
آریہ ۔ بڑی خوشی سے ۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ کس بات پر تقریر شروع کیجئے گا!
مولوی ۔ اسبات پر کہ خدا کا جسم ہے یا نہیں!
آریہ ۔ ہاں تو فرمائیے خدا کا جسم ہے یا نہیں!
مولوی ۔ ہرگز نہیں ۔ کیونکہ جو شے مجسم ہوا کرتی ہے ۔ وہ حادث ضرور ہوا کرتی ہے ۔ جیسے کہ انسان جانور وغیرہ ۔
آریہ ۔ اگر قرآن خدا کا جسم قرار دے تو آپ اُسے حادث کہہ سکیں گے کہ نہیں ۔
مولوی ۔ اگر جسم ہوگا تو ضرور حادث کہیں گے ۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ اُس کا جسم کیسا ہے ۔ اور کس جگہ اس کے جسم کا ذکر آتا ہے ۔
آریہ ۔ احادیث اور تفاسیر میں ۔
مولوی ۔ مگر ہم تو قرآن ہی کو خدائی کلام مانتے ہیں ۔ اگر قرآن کی کوئی آیت بطور ثبوت کے پیش کریں تو اچھا ہو ۔
آریہ ۔ بہتر ہوگا اگر میں آپ کے ارشاد کے مطابق آیت پیش کرنے سے پہلے یہ پوچھ لوں کہ جسم کی تعریف کیا ہے ۔ تاکہ خدا کی نسبت مجسم ہونے یا نہ ہونیکا خیال کیا جائے ۔
مولوی ۔ جس شئے پر شش جہت لازم آتا ہے وہ مجسم ہے ۔ اور اس کی جسمانیت ثابت ہے اور شش جہت اُس شے پر لازم آتا ہے جو محدود ہو ۔ کیوں کہ جو شے محدود نہ ہوگی اس کی چھ طرفیں نہیں ہو سکتیں ۔ جیسے اوپر نیچے ۔ دائیں ۔ بائیں اور آگے پیچھے ۔ اس لئے جو شے محدود ہے وہی مجسم ہے ۔ اگر خدا محدود ہو تو ضرور مجسم ہوگا ۔ مگر خدا محدود نہیں ہے ۔
آریہ ۔ گویا کہ خدا کے چھ اطراف نہیں ہیں ۔ لیکن اگر ثابت ہو جاویں تو
مولوی ۔ ثابت ہو جاویں تو ہاں لینگے اور کیا!

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ۔ اچھا تو سنئے آپ کو قرآن ہی کی آیت بطور ثبوت سناتے ہیں۔ ملاحظہ ہو سورۂ سجدہ رکوع ۱۔
اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ یعنی اللہ وہ ہے جس نے زمین آسمان اور جو کچھ کہ ان دونوں
کے درمیان میں ہے پیدا کیا چھ دن میں اور اس کے بعد وہ چڑھ گیا عرش کے
اوپر۔ خدا کا چھ دن میں زمین آسمان بنانا اور پھر ساتویں دن عرش پر چڑھ جانا
شش جہت میں سے کم از کم اوپر اور نیچے کی اطراف کو ضرور ثابت کرتا ہے۔ اور یہ آپ
فرما چکے ہیں کہ جو شے شش جہت والی ہوتی ہے۔ وہ ضرور حادث ہوتی ہے اس لئے
قرآن کا خدا مجسّم ثابت ہوتا ہے۔ اور اس لئے حادث قرار دینے کے لائق ہے۔

مولوی۔ استوٰی کے معنی قرار پکڑنے کے ہیں نہ کہ چڑھنے کے۔

آریہ۔ بڑے بڑے عالموں کی تفاسیر میں استوٰی کے معنی چڑھ جانے کے لکھے ہوئے ہیں اس
پر بھی اگر آپ اپنی من مانی کرتے ہیں تو ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ پھر جو خدا نے عرش
پر قرار پکڑا تو یہ بتائیں کہ جب عرش پر نہیں تھا تو اس بے قراری کی حالت میں کہاں
پر موجود تھا۔ اگر خدا کے عرش پر قرار پکڑنے سے پہلے اس کا عرش سے جدا ہونا ثابت
ہے۔ تو کیوں نہ اس پر شش جہت لازم آیا۔ کیوں کہ جو شے ایک حالت سے دوسری حالت
میں آتی جاتی ہے۔ اور ایک شے سے جدا ہو کر دوسری سے اتصال کرتی ہے وہ ضرور
محدود ہوتی ہے۔ اس لئے آپ کے معنی کے مطابق خدا محدود ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ
ہی وجہ ہے۔ کہ وہ مجسّم ہے۔ بلکہ اگر اس آیت سے آگے کی آیت پر غور کیا جاوے تو خدا کا
چڑھنا صاف ثابت ہو جاویگا۔ اور اگر آپ تعصب سے کام نہ لیں تو خود ہی اقرار کریں گے
کہ بے شک از روئے قرآن خدا کا عرش پر چڑھنا وغیرہ ثابت ہے۔

مولوی۔ اگلی آیت بھی پیش کر دیجئے۔

آریہ۔ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی اپنی تدبیر سے اتارتا ہے چیزیں آسمان سے زمین پر پھر چڑھ جاتا ہے ۔ ایک دن میں جو کہ تمہاری گنتی میں اکہزار برس کے برابر ہے خدا ہمارے ایک ہزار سال کے کام کو ایک دن میں کر کے پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے یہاں پر بھی لفظ یعرج موجود ہے ۔ جس کے معنی ہی اوپر چڑھنا ہے ۔ اسی لئے میں یہ کہتا ہوں کہ ان آیات کی موجودگی میں خدا کا مجسم ہونا ثابت ہے ۔

مولوی ۔ اگر ان آیات کا مطلب خدا کے مجسم ہونے سے ہوتا تو قرآن شریف میں اُس کے جسم کا ضرور ذکر آتا ۔ مگر جو نکہ نہیں ہے ۔ اس لئے خدا مجسم نہیں ہے ۔

آریہ ۔ اگر جسمانی اعضاء مثلاً ہاتھ پیر وغیرہ کا ذکر موجود ہو تب تو آپ مان لیجئے گا یا نہیں ؟

مولوی ۔ ہاں اگر اعضاء کا ذکر ہوگا تو ضرور مانوں گا ورنہ نہیں ۔

آریہ ۔ اچھا تو کان کھول لیجئے اور غور سے سُنئے ۔

مولوی ۔ سنائیے ۔ میں سُننے کے لئے بیتاب ہوں ۔ فرمائیے ۔

آریہ ۔ ملاحظہ ہو سورۂ قلم رکوع ۲ یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود ۔ یعنی اُس دن جبکہ کھولی جاویگی پنڈلی اور بلائے جاویں گے سجدہ کرنے کیلئے اس آیت میں خدا کی پنڈلی پر سے کپڑا اتار کر دکھانا لکھا ہے ۔ اور یہ تب ممکن ہے ۔ جبکہ خدا کا پیر ہو اس لئے لفظ ساق جس کے معنی پنڈلی ہیں خدا کے مجسم ہونے کی دلیل ہے ۔ سورۂ زمر رکوع ۷ میں مرقوم ہے ۔ کہ والسمٰوات مطویٰت بیمینہٖ یعنی خدا کے داہنے ہاتھ میں سمٰوات لپیٹے ہوئے ہیں ۔ گویا کہ خدا کے دائیں بائیں ہاتھ بھی موجود ہیں اس لئے تو فرشتوں کے کندھے پر سوار ہے ۔

مولوی ۔ اجی فرشتوں کے کندھوں پر سوار !

آریہ ۔ جی ہاں ! فرشتوں کے کندھوں پر خدا سوار ہے ۔

مولوی ۔ کیا کوئی قرآن شریف کی آیت ہے یا آپکی من مانی بات ہے !

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ۔ اجی قرآن کی آیت۔ اعتبار نہ ہو تو نکالئے سورۂ حاقہ رکوع ا۔ وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَھُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَۃٌ۔ یعنی اور اٹھائے ہیں آٹھ فرشتے تیرے خدا کے تخت کو۔ اپنے اوپر جب خدا آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر لدا ہوا ہے۔ تو کیا چھ اطراف لازم آنے سے مجسم نہ ثابت ہوا!

مولوی۔ کندھوں پر لدا ہوا ہو نیسے چھ اطراف کیسے لازم ہوئے۔

آریہ۔ کیا جو شخص کسی کے کندھے پر لدا ہو وہ اُس کے اوپر نہیں ہوتا۔

مولوی۔ ہوتا ہے۔

آریہ۔ تب کیا وہ زمین سے کچھ فٹ اوپر نہ ہوا!

مولوی۔ ہوا۔

آریہ۔ پھر آپ نے کہتے ہیں کہ اوپر والی طرف کا لدے ہوئے کیسا کچھ تعلق نہیں ہے۔

مولوی۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ لدا ہوا شخص اوپر نہیں ہے۔

آریہ۔ اچھا تو اور کیا کہتے ہیں ذرا کھول کر فرمائیے نہ!

مولوی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر خدا فرشتوں کے کندھوں پر سوار ہے تو اس سے چھ اطراف کیسے لازم آ گئے۔ کیونکہ کندھوں پر سوار ہونے سے تو صرف ایک ہی طرف لازم آتا ہے اور وہ اوپر کا ہے۔ اسلئے آپ یہ بتلائیے کہ باقی پانچ اطراف کیسے ثابت ہو گئے۔

آریہ۔ کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ یکجہت لازم آنے سے کوئی شے محدود یا مجسم نہیں ہو سکتی یا یہ مانتے ہیں کہ شش جہت آنے سے ہی محدود ہو سکتی ہے۔ اگر یہ خیال ہو کہ ایکطرف کے لازم آنیسے محدودیت ثابت نہیں ہو سکتی تو میں یہ کہونگا کہ آپنے شش جہت کے ٹھیک ٹھیک معنی نہیں سمجھے۔

مولوی۔ یہ کیسے۔

آریہ۔ یہ ایسے کہ اگر ایک ایک کو ایک ایک سے ملا کر پھر ایک ایک سے ملا دیا جاوے تو جمع ہو جاتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں ۔

مولوی ۔ واہ جی واہ یہ تو آپنے خوب بات بنائی ۔

آریہ ۔ اوہو! مولوی صاحب! کیا آپ حساب کا پہلا قاعدہ بھی اچھی طرح نہیں جانتے جو اتنی حیرانی ظاہر کرتے ہیں ۔

مولوی ۔ حساب تو جانتا ہوں ۔ مگر یہ طریقہ نہیں جانتا جو آپ نے پیش کیا کہ ایک ایک کو ایک ایک سے ملا کر پھر ایک ایک سے ملا دیا جاوے تو چھ ہو جاتے ہیں ۔ میں تو یہ جانتا تھا کہ ایک کو پانچ سے ملا کر چھ بنتے ہیں ۔

آریہ ۔ بہت ٹھیک آپ ایک کو پانچ سے ملا کر چھ بنانا ہی جانتے ہیں اور کوئی طریقہ چھ بنانے کا آپ نے نہیں سیکھا ۔

مولوی ۔ کیا پانچ اور ایک چھ نہیں ہوتے ۔

آریہ ۔ ہوتے ہیں ۔

مولوی ۔ پھر آپ کیوں نہیں مان لیتے کہ ایکطرف کے ثابت ہو جانے کے بعد پانچ اطراف کے ثابت کرنیکی بھی ضرورت ہوتی ہے ۔ کیوں کہ ایک ایک ہی ہے اور پانچ پانچ ہی ہیں ۔ پانچ کی ضرورت کو ایک کبھی پوری نہیں کر سکتا ۔

آریہ ۔ کیا پانچ ایک اکٹھے کر دئیے جاویں تو پانچ نہیں ہو جاتے ۔

مولوی ۔ ہو تو جاتے ہیں ۔ مگر یکے بعد دیگرے سب آویں تب ہی تو ہوں گے ۔

آریہ ۔ اچھا تو لیجئے مولوی صاحب! اب یکے بعد دیگرے پانچ اطراف بھی آنے میں تیار ہو جائیے

مولوی ۔ تیار ہوں فرمائیے ۔

آریہ ۔ اوپر والی طرف تو ثابت ہی ہو گئی! جب یہ ثابت ہو گیا کہ خدا فرشتوں کے کندھے پر لدا ہوا ہے ۔ اور عرش پر سوار ہے ۔

مولوی ۔ بیشک ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ - اب نیچے کی طرف بھی ثابت ہوگئی جب یہ مان لیا کہ وہ آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر سوار ہے۔
مولوی - نیچے کیطرف کیسے ثابت ہوگئی ۔
آریہ - کیا خدا کے نیچے عرش نہیں ہے ۔ اور عرش کے نیچے فرشتے نہیں ہیں ۔ اور فرشتوں کے نیچے آسمان اور اُس کے نیچے زمین نہیں ہے ۔
مولوی - ہے تو۔
آریہ - اگر ہے تو خدا سے نیچے بھی عرش فرشتے اور آسمان وغیرہ ہیں یا نہیں ۔
مولوی - ہوئے ۔
آریہ - پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ نیچے کیطرف ثابت نہیں ہوئی ۔
مولوی - اچھا دو اطراف ثابت ہوئے ۔ ابھی چار باقی ہیں ۔ جب تک وہ بھی ثابت نہ ہوں ۔ میں کیسے مان لوں کہ خدا مجسم ہے ۔
آریہ - دو کے ثابت ہونے سے باقی چار بھی خود ہی ثابت ہو گئے ۔
مولوی - آپ تو زبردستی ثابت کئے جاتے ہیں بھلا دو کے ثابت ہونے سے باقی چار اطراف کیسے ثابت ہو گئے
آریہ - ذرا سی بات کو بھی اگر آپ نہیں سمجھ سکتے تو بڑی دقیق بات کو کیسے سمجھیں گے - دیکھئے صاحب جس شے کے اوپر اور نیچے کوئی شے ہوتی ہے ۔ اُس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بھی کچھ ہوتا ہے اگر خدا کے نیچے عرش ہے تو اوپر بھی آسمان ہے ۔ اور ادھر ادھر بھی آسمان ہے ۔ آگے پیچھے بھی آسمان ہے ۔ یہ میں اس لئے کہ رہا ہوں ہے کہ اگر آپ خدا کے آگے پیچھے فرشتوں کی قطار یا ارواح کا مجمع نہ مانیں تو آسمان تو خالی جگہ کی صورت میں ضرور ہوگا ۔ اور یہ ضروری ہے کہ ادھر کیطرف اُدھر کی طرف سے جدا ہے ۔ اور آگے کی طرف پیچھے کی طرف سے جدا ہے جیسے دائیں بازو بائیں سے اور چھاتی پیٹھ سے جدا شے ہوتی ہے ۔ اُس طرح خدا کا دایاں اور بایاں اطراف معہ آگے پیچھے کے اطراف کے الگ الگ ہیں ۔
مولوی - اسطرح تو بیشک خدا کے چھ اطراف لازم آتے ہیں ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آریہ ۔ اور اطراف لازم آنے سے خدا محدود ہو جاتا ہے۔

مولوی ۔ لیکن محدود ہونیسے مجسم ہوا جاتا ہے۔

آریہ ۔ یہ تو حضرت! جب تک قرآن میں یہ آیت ہے ۔ تب تک مجسم ہی رہیگا۔

مولوی ۔ لیکن خدا مجسم نہیں ہے۔

آریہ ۔ یہ تو آپکی صداقت پسندی ہے ۔ مگر قرآن کی تعلیم تو خدا کو مجسم ہی ثابت کرتی ہے۔ آپکی صداقت پسندی وہاں کیا کریگی جب قرآن کی آیت کا ڈھنڈورہ پٹ رہا ہے ۔ کہ خدا کو آٹھ فرشتوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے۔ یہی نہیں مولوی صاحب! قرآن میں خدا کی نسبت عجیب قسم کے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں جنکو کوئی خدا پرست سننا بھی پسند نہیں کرسکتا۔

مولوی ۔ نمونہ کے طور پر کچھ سُنا دیجئے۔

آریہ ۔ اللہ دغا دیتا ہے۔ گندگی پھینکتا ہے کشتی چلاتا ہے ۔ مکاری کرتا ہے ۔ گمراہ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ

مولوی ۔ پنڈت جی! آپ ہی سینے پر ہاتھ دھر کر کہئے کہ کیا خدا دغا دے سکتا ہے ۔ اہا! جب خدا سے ہر فرد کو نیکی اور راحت کی امید ہے وہ ہی اس کو دغا دیگا ۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی ۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ بھی خدا کو دغا دینے والا ہرگز نہیں مانتے ہونگے۔

آریہ ۔ بیشک پرماتما کسی کو دغا نہیں دیتا اور نہ ہی وہ کسی کی امیدوں پر پانی پھیرتا ہے ۔ مگر آپکے اور میرے کہنے سے کیا ہوتا ہے جبکہ قرآن کی تعلیم دنیا میں یہ زہر پھیلا رہی ہے ۔ کہ خدا دغا دیتا ہے

مولوی ۔ کہاں لکھا ہے ۔ برائے مہربانی فرمائیے تو۔

آریہ ۔ ملاحظہ ہو ۔ سورۃ النساء ۔ رکوع ۲۱ ۔ اِنّ المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم یعنی بیشک منافق لوگ خدا کو دغا دیتے ہیں اور خدا ان کو دغا دیتا ہے۔

مولوی ۔ دغا دینا اور غلطی کا بدلہ غلطی سے دینا کوئی عقلمند بھی گوارا نہیں کرتا چہ جائیکہ خدا ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جو شخص دغا دینے والوں کے ساتھ دغا کرتا ہے ۔ اور ان کے عیبوں کو دور نہیں کرتا وہ پہلے درجے کا بد اخلاق ہے ۔ عجب کوئی نیک انسان اسبات کو تسلیم کریگا کہ خدا بھی دغا دیتا ہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نورِ یقین کی فضا میں آیئے۔

اُمرِ بہائی

وہ نعمت ہے جو اس وقت تمام انسانوں کے لئے سب سے بڑی دولت ہے۔ فضول بحث مباحثہ تو ایک دھواں ہے جو انسان کی نظر کو خراب کر دیتا ہے۔ آزادی اور اطمینان سے تحقیق کرنا وہ اُجالا ہے جس سے انسان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان زندگی میں کامیاب ہوتا ہے۔

بفضلِ خدا ہم نے نہایت سچائی اور محنت سے جس خزانہ کا پتہ لگایا ہے وہ مفت آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اس وقت کو غنیمت سمجھئے۔ اس موقع کو ضائع نہ کیجئے ہم پیغام حق پہنچانے کے لئے محنت اور خرچ کرکے آپ تک آپہنچے ہیں اور آپ کو خبر کرکے ہم سبکدوش ہوتے ہیں اگر آپ نہ سنیں گے تو آپ ہی ذمہ دار ہوں گے۔ یہ محبت کی پکار ہے الفت کی دعوت ہے۔ خدا کی رحمت ہے۔

مطبوعہ کوہِ نور دیشن پریس دہلی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں تمھیں پکار رہا ہوں

پیارے بھائیو! مجھے ایک بڑی نعمت ملی ہے وہ میں تمھیں بھی دینا چاہتا ہوں۔ میں کوئی بدلہ نہیں چاہتا میں تم سے سچّی محبّت رکھتا ہوں۔ بے غرض خدمت کرتا ہوں۔ آج چاروں طرف دُکھ اور نا اُمیدی ہے۔ مگر میں تمھیں اُمید کی بشارت دیتا ہوں پریشانیوں سے نجات ہوگی۔ حیرانیوں سے چھوٹنے کا وقت آگیا ہے۔ اُلجھنوں سے چھٹکارا ہوگا۔ آؤ اور خوشی سے آؤ۔

وفد بہائی

ملک میں سفر کر رہا ہے۔ چشمۂ آبِ حیات خود تشنہ لبوں کو ڈھونڈ رہا ہے۔ آؤ اور فائدہ اٹھاؤ۔ وفد بہائی آپ کے شہر میں پہنچا ہے۔ آپ دِلی توجہ سے کام لیجئے آیئے ملاقات کیجئے اور مسرّت سے معمور ہو جایئے۔ شکوک و شبہات میں پڑے رہنے سے کیا ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

و سیاسی جھگڑوں نے تمام کاروبار خراب کر دیئے ہیں۔ اور دیگر فرائض انسانی بھی ہیں مگر وہ سب اِن فرائض کی درستگی کے بعد کام میں لائے جاتے ہیں۔ اگر صلح اور امن نہ ہو تو دنیاوی کاروبار تو درکنار انسان اطمینان سے عبادت یا ایشور بھگتی بھی نہیں کر سکتا۔ اور لوگوں کے خیالات اور سارے ملک کی فضا ٹھیک نہ ہو تو پریشانی ہی رہے گی۔ اِس لئے یہ فرائض سب سے زیادہ ضروری اور مقدّم ہیں۔ اور آج کوئی عقلمند ان کا انکار نہیں کرتا سب انہیں باتوں کو چاہتے ہیں۔ سب مذاہب کی رُوح انہیں باتوں کی طرف لوگوں کو پکارتی ہے۔ لہٰذا میں تمام مذاہب کے عزیزوں سے یہی کہوں گا کہ ہم سب اپنے فرض کو پہچانیں اور وقت کی ضروریات پر نظر رکھتے ہوئے مکمل اور وسیع اصلاحات کو جاری کرنے میں اپنی کوششیں صرف کر دیں۔ تاکہ سب امن و امان سے ترقی و کامیابی کے میدان میں قدم بڑھاتے ہوئے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر لیں۔

(بعض بہائی محافل)

محفل روحانی پوسٹ بکس نمبر ۲۷۱ بمبئی ۔ محفل روحانی۔ بندر روڈ کراچی۔
محفل روحانی۔ پوسٹ بکس نمبر ۸۹۶۴ کلکتہ ۔ محفل روحانی نیشنل ہوٹل پونا
محفل روحانی پوسٹ بکس نمبر ۲۹۹ رنگون ۔ محفل روحانی۔ نمبر ۹ گلی نمبر ۳۴ مانڈلہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِن بلاؤں اور بیماریوں اور جھگڑوں سے دور بھاگنا انسان کا فرض ہے۔ انسان کو ان سب تفرقوں کی بجائے وحدت اور اتحاد کو اپنے سینے میں بسانا چاہیے۔ آج اِسی میں کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔

انسان کا فرض ہے

کہ اپنی مالی حالت درست کرنے کی کامیاب کوشش کرے۔ کیونکہ آج کے حالات اِسی امر کو لازمی ٹھراتے ہیں۔ آج سرمایہ کا دور ہے۔ تجارت کا زمانہ ہے۔ دولت کا وقت ہے۔ خدا نے بھی فرمایا ہے کہ آج ثروت و خوشحالی حاصل کرنا ضروری ہے۔ کچھ نہ کچھ کاروبار۔ تجارت ہنر۔ کوئی نہ کوئی کام کرنا انسان کا فرض ہے۔ یہی اِنسان کے درخت وجود کا پھل ہے۔ آج وہ زمانہ نہیں کہ گوشہ نشینی اختیار کر کے انسان دُنیا سے الگ ہو جائے۔ بلکہ آج اِنسان کا فرض ہے کہ کارگاہِ عالم میں اولوالعزمی کے ساتھ مصائب سے بے خوف ہو کر اپنی اور نوع اِنسان کی بہبودی میں اپنی قوتیں لگا دے۔

حضرات! یہ فرائضِ انسانی جو میں نے بیان کئے ہیں۔ آج اِنسانی دنیا کی بہبودی انہیں سے وابستہ ہے۔ کیونکہ فرقہ وارانہ اختلافات نے دنیا کو ہلاک کر رکھا ہے۔ ملکی قومی تعصبات نے تباہی پھیلا رکھی ہے۔ مذہبی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تک مردوں نے عورتوں کو کوٹھریوں میں بند کر کے انھیں بے دماغ بنا رکھا ہے۔ وہ زندگی کے دور میں مرد کے لئے زیادہ تر بوجھ ہیں۔ کیونکہ وہ خود مدد کی محتاج ہیں۔ یہ اسی لئے ہے کہ مردوں نے غفلت کر کے عورتوں کو پوری تعلیم نہیں دلائی۔ ان کے پورے حقوق نہیں دیئے۔ انسانی دنیا کا ایک بازو شکستہ ہی رہا۔ اسلئے انسان ہوائے ترقی میں پرواز نہ کر سکا عورتوں کو غلام کی طرح سمجھا گیا اور ان کو مرد سے بہت کم حقوق دیئے گئے۔ آج خدا حکم دیتا ہے۔ اے مرد تیرا فرض ہے کہ تو عورت کو اپنے برابر حقوق دے تاکہ عالم انسانی اپنے دونوں بازوؤں سے ہوائے ترقی میں بلند پرواز ہو۔ آجکل یہ فرض، انسانی دنیا کا بہت اہم فرض ہے۔ اس سے غفلت ہلاکت ہے۔ اور اس کی بجا آوری پر سب کی بہبودی موقوف ہے۔

انسان کا فرض ہے

کہ تمام تعصبات دل سے دور کر دے۔ کیونکہ تعصبات باطنی جذام ہیں۔ جو انسانیت کو برباد کر دیتے ہیں۔ قومی تعصّب لڑائی کی جڑ ہے۔ ملکی تعصب فتنہ کا گھر ہے۔ سیاسی تعصب فساد کی بنیاد ہے۔ مذہبی تعصب تباہی کی خندق ہے۔ نسلی تعصب نادانی کی دلدل ہے۔ رنگ کا یعنی کالے گورے کا تعصب غرور کا پھندا ہے۔ زبان کا تعصب یعنی اپنی زبان کو الہامی اور پوتّر اور دوسری زبانوں کو حقیر سمجھنا وہم کا چکّر ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسان کا فرض ہے

کہ وہ نہ صرف اپنی اولاد کو تعلیم دلائے۔ کار و بار سکھائے بلکہ انسان
کے ہر ایک بچے کو تعلیم و تربیت سے بہرہ ور کرے۔ آج خدا کا حکم ہے کہ
انسانی دنیا میں ایک بھی جاہل نہ رہنا چاہیے۔ سب قوموں اور سب
خاندانوں کو تعلیم دلائی جائے۔ تاکہ سب مساوات کے میدان میں
آسکیں۔ اب کسی قوم کو ذلیل اور اچھوت کہہ کر اُسے انسانی حقوق
سے محروم نہ رکھا جائے۔ عام تعلیم کا چرچا کیا جائے۔ سب کو پڑھایا جائے۔
جبریہ تعلیم کا قانون مُلک میں کر دیا جائے۔ جیسا کہ اب ہندوستان میں بھی
یہ قانون نافذ ہو رہا ہے۔ تمام ہندوستانیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو
تعلیم دلائیں۔ اور جبریہ تعلیم کے قانون کو عملاً قبول کر کے فائدہ اٹھائیں دین
اور دُنیا میں ناکامی کے دو ہی بڑے اسباب ہیں۔ یا بالفاظ دیگر یوں
کہئے کہ اِنسانوں کو ہلاک و تباہ کرنے والے دو بڑے دشمن و شیطان
ہیں۔ ایک جہالت۔ دوم افلاس۔ پس آج سب کو تعلیم عام کی کوشش
اپنا فرض سمجھنا چاہیئے۔

انسان کا فرض ہے

کہ وہ عورتوں کی تعلیم و تربیت پر بھی پوری توجہ کرے۔ آج ہماری
آدھی دُنیا محض معمولی کاموں میں اپنی قیمتی عمریں صرف کر رہی ہے۔ آج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے لڑائی ٹھن جائے گی۔ اور آج انسان چین سے نہ رہ سکے گا اس لئے سب ملکوں کو اپنا ہی ملک سمجھنا چاہیئے کیونکہ درحقیقت ساری زمین ایک ہی وطن ہے۔ سب ملکوں کی بہبودی مدنظر رکھنی چاہیئے تاکہ سارے جہان میں امن چین رہے اور سب انسان ہنسی خوشی مل جلکر ترقی کرتے جائیں۔

انسان کا فرض ہے

کہ تمام انسانوں کو ایک ہی قوم سمجھے۔ یہ جو الگ الگ قومیں بنائی گئی ہیں۔ اور ان میں نسلی لڑائیاں پھیلا دی گئی ہیں یہ انسانیت کو تباہ کرنے والی باتیں ہیں۔ دنیا میں انھیں تفرقوں نے اندھیر مچا رکھا ہے۔ سب انسان ایک ہی نسل سے ہیں لیکن پھر بھی کچھ لوگ اس غرور میں مست ہیں کہ صرف ہم شریف قوم ہیں۔ اور باقی سب کمین ہیں۔

پیارے بھائیو! انسان سب شریف ہیں۔ بعض انسانوں کو کمین قرار دے کر انہیں ہمیشہ ذلیل رکھنا یہ انسانیت پر ایک بڑا دھبہ لگانا ہے انسان اپنے اعمال سے شریف اور رذیل ہوتا ہے اور بس ورنہ اصل جوہر میں سب یکساں ہیں۔ سب ایک ہی نسل ہیں۔ لہذا سب قومی تفرقے مٹانا آج انسان کا بڑا فرض ہے۔ بغیر اس کے اب امن چین نصیب نہیں ہو سکتا۔ تمام اوہام کو خیرباد کہہ دینا چاہیئے۔ اور اصلیت و حقیقت کو دیکھنا چاہیئے۔ اسی میں سب کی بھلائی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بالکل ایک ہی ہیں۔ اقتضائے زمانہ کے مطابق بعض مسائل میں اختلاف ہے جو عین حکمت ہے۔ اسے لڑائی کا موجب نہ بنانا چاہیئے۔ ہر وقت کے لئے ایک حکم ہوتا ہے۔ اپنے اپنے وقت پر یہ احکام سب ضروری اور مفید تھے۔ اور سب کی غرض ایک ہی تھی کہ انسانی دنیا فلاح و بہبودی حاصل کر کے کامیاب ہو۔ لہذا سب الہامی کتابیں اور ان کے مذاہب سچے ہیں۔ سب ایک ہیں۔ انسان کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ سب میرے ہیں۔ یہ جھگڑا بہت برا ہے کہ میرا ہی مذہب سچا ہے۔ باقی سب جھوٹے ہیں۔ حالانکہ سب کی اصلیت اور حقیقت ایک ہی ہے اس بات کو خوب سمجھنا چاہیئے تاکہ روح مضبوط اور دل روشن ہو جائے۔

انسان کا فرض ہے

کہ وہ تمام دنیا کو اپنا وطن سمجھے۔ یہ نہ کہے کہ یہ میرا وطن ہے۔ کیوں اپنے لئے چھوٹا دائرہ مقرر کرتا ہے؟ خدا نے تمام روئے زمین انسان کے لئے بنائی ہے۔ سارے جہان پر انسان کا یکساں حق ہے۔ کوئی جگہ ایسی نہیں جس پر خدا نے حد لگا دی ہو کہ یہ فلاں قوم کی ہے دوسری قوم کا آدمی یہاں نہ آنے پائے۔ ایسی حدود ملکی انسان کی خود ساختہ ہیں جو جھگڑے پیدا کر رہی ہیں۔ اسلئے چاہیئے کہ ان حدود کو توڑ دیا جائے اور ساری دنیا کو ایک وطن سمجھا جائے صرف اپنے ہی ملک کی بہبودی مدنظر ہوگی تو دوسرے ملک والوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے جسے اختیار کرنا انسان کا فرض ہے۔

انسان کا فرض ہے

کہ وہ دنیا کے تمام رہبروں کی عزّت کرے۔ تمام پیغمبروں اور اوتاروں کو سچّے دل سے تسلیم کرے۔ کیونکہ سب نے دنیا کو فائدہ پہنچائے ہیں۔ وہ اپنے اپنے وقت میں دنیا کے رہبر ہوئے ہیں وہ تمام ایک ہی نور کے ظہور تھے۔ ان کے مقاصد ایک ہی تھے۔ وہ سب دنیا کی بہبودی چاہتے تھے۔ سب ہمارے خیر خواہ تھے وہ آپس میں کبھی ایک دوسرے کو نہیں جھٹلاتے تھے اگر سب پیغمبر اور اوتار آج کہیں اکٹھے نظر آئیں تو ہم ایسی محبّت کا نظارہ دیکھیں۔ جو کبھی نہ دیکھا ہو۔ ایسا معلوم ہو کہ گویا ایک ہی انسان اتنے قالبوں میں بسا ہوا ہے ان کے جسموں میں تو فرق ہوتا ہے لیکن ان کی روح یا ان کا مدّعا ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم جو پیغمبروں اور اوتاروں کے ماننے والے ہیں ہمیں چاہئیے کہ ہم بھی آپس میں ایسے میل جول سے رہیں جو ہماری حقیقی راحت کا باعث ہو۔

انسان کا فرض ہے

کہ وہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے اور ان کو ایک سمجھے وہ سب ایک خدا کی طرف سے آئی ہیں۔ ان کے بنیادی اصول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ سب کو ساتھ ملکر زندگی گذارنا لازم ہے

حضرات! مقصد یہ ہے کہ پہلے زمانوں میں گزشتہ حالات کے مطابق الگ الگ قومی دائرے اور جدا جدا ملکی کاروبار تھے مگر آج ایسا ممکن نہیں۔ اس لئے آج کی ضرورت کے احکام و فرائض بھی پہلے سے وسیع اور مشترک ہیں۔ جو خدا نے دین بھائی کی تشکیل میں دنیا کو دیئے ہیں۔ ان کا جاننا سب کا فرض ہے لہذا مختصراً وہ ضروری فرائض انسانی بیان کرتا ہوں۔

آج انسان کا فرض ہے

کہ وہ خدا کی توحید کو دلائل سے مانتا ہوا اُسے علمی درجہ سے عملی درجہ تک پہنچائے۔ یعنی یہ علم رکھکر کہ خدا اپنی ذات صفات افعال و ظہور میں ایک ہے۔ انسان کو سب سے وہ برتاؤ کرنا چاہئے جو خدا اپنی مخلوق سے کرتا ہے۔ وہ سب کو پالتا ہے۔ سب پر نظر کرم رکھتا ہے۔ سب پر مہربان ہے۔ انسان کو بھی چاہیئے کہ وہ سب پر مہربان ہو۔ سب کو شفقت کی نظر سے دیکھے۔ سب سے بھلائی کرے۔ خدا کی عنایت کا فیض عام ہے انسان کو بھی چاہیئے کہ وہ خدائی نمونہ پر سب کے لئے اپنا فیض عام رکھے۔ یہ توحید عملی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چند دنوں میں ہوتا ہے۔ پہلے ایک ملک میں بڑے بڑے واقعات ہو جاتے تھے دوسرے ملک کو خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ جیسے عرب میں حضرت رسول اللہ کا ظہور ہوا۔ جنگیں ہوئیں۔ ہولناک واقعات ہوئے۔ ملک میں عظیم الشان انقلاب آیا۔ ہمارے ہندوستان والوں کو اُس وقت کچھ خبر بھی نہ ہوئی۔ اِسی طرح عرب والوں کو ہندوستان سے وہ تعلقات نہ تھے جو آج ہیں۔ آج تو دُنیا کے کسی گوشہ میں ایک چھوٹا سا واقعہ ہوتا ہے شام ہونے سے پہلے تمام دنیا میں اس کی خبر ہو جاتی ہے۔ انسانی دل اس کے اچھّے یا بُرے اثر سے متاثر ہوتے ہیں۔

اِسی طرح ملکوں کے تجارتی تعلقات آجکل ایسے ہیں کہ ایک ملک دوسرے ایک سے الگ ہو کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اب چھوٹے چھوٹے دائروں کی ضروریات بہت وسیع دائروں میں آگئی ہیں۔ اب انسان کی زندگی ایک قسم کی مشترکہ نوعی زندگی بن گئی ہے۔ پہلے ممکن تھا کہ ایک قوم اپنے فائدہ کے لئے اپنے دائرہ میں ایک کام کرے اور دوسری قوم کو نقصان نہ ہو۔ مگر آج کوئی قوم سب قوموں سے الگ ہو کر زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ اب ساری قوموں کی حالت ایسی ہو گئی ہے جیسے زنجیر کا ایک کڑا ہلانے سے تمام کڑے ہلجاتے ہیں۔ اب قوموں کے فوائد اور نقصانات ایسے مشترک ہو گئے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی ہلاک شدہ قومیں بہت سی موجود ہیں جو نہایت عسرت و ذلّت و غم و الم کے ساتھ زندگی کے سفر میں حیران و پریشان دکھائی دیتی ہیں یہ وہی قومیں ہیں جو ضرورتِ وقت پر نظر نہیں ڈالتی ہیں۔ اور گزشتہ کی حسرت اور آئندہ کی تمنّاؤں میں اپنی عمر ضائع کر رہی ہیں۔ اسی بلا میں گرفتار ہو کر اپنا حال تباہ کر کے اپنی جان کے لئے مستقبل کا عذاب بھی خرید رہی ہیں۔ واقعی اپنے فرض وقت کو نہ پہچاننا سب خرابیوں کی جڑ ہے۔

برادران عزیز! اس وقت میرا فرض یہ ہے کہ میں انسانی فرائض بیان کروں۔ سامعین کا فرض ہے کہ وہ ان باتوں کو سنکر عملی فرض ادا کریں۔ اِن باتوں کو جو بیان کی جاتی ہیں مضبوط تھام کر زندگی کے سفر میں کامیاب ہوں۔ بات یہ ہے کہ دور حاضر سے پہلے دنیا ٹکڑے ٹکڑے تھی۔ قومیں ایک دوسرے سے دور تھیں مختلف ملک ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔ لوگ بکھرے ہوئے اور جُدا جُدا تھے۔ ہر ملّت کا دائرہ زندگی الگ الگ تھا۔ اس لئے ان کی ضروریات اور ان کے حالات بھی اور تھے۔ آج تمام قومیں باہمی زندگی میں ایک دوسرے کا جزو بنگئی ہیں سارے ملک ایک ملک کی مانند ملگئے ہیں۔ جو سفر پہلے برسوں میں ہوتا تھا اب ذرائع سفر کی آسانیوں کے باعث

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے وقت کے مطابق کام کرنا چاہیے تھا۔ لہذا ہمیں بھی اپنے وقت کی ضروریات کو دیکھنا چاہیئے اور ان کا حل کرنا چاہیئے۔ دُنیا کے حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ حالات کے ساتھ ضروریات بھی تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ ضروریات کے ساتھ احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ احکام کے ساتھ انسانی اعمال میں بھی فرق آنا ضروری ہے لہذا ہر انسان کو وقت و ضرورت کے مطابق کام کرنا لازم ہے ورنہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

آج سے ایک صدی پہلے جو حالات تھے اب وہ نہیں ہیں اسی طرح آیندہ بھی حالات متغیر ہوتے رہیں گے۔ اب وہ باتیں جو گذشتہ ضروریات کی بنا پر ہمارے اسلاف کے لئے ضروری تھیں آج حالات بدلنے پر ہمارے لئے ضروری نہیں رہ سکتیں جو باتیں اس وقت ضروری نہ تھیں آج وہ ضروری ہیں۔ تو ہمیں ان پر غور کرنا چاہیئے اور ان کے مطابق کام کرنا چاہیئے۔ محض پرانی رسموں کو پکڑے رہنا کوئی دانائی نہیں ہے۔ بلکہ اقتضاء وقت کے مطابق کام کرنا ہمارا فرض اور کامیابی کا راستہ ہے جو لوگ یا جو قومیں اس فرضِ وقت کو نہیں سمجھ سکتیں آخر ہلاک ہو جاتی ہیں۔ دُنیا کی تاریخ میں ایسی بہت سی قومیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ آج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسانی خود اپنی پر زور آواز بلند کرتی ہے۔ آج کی کانفرنس بھی اسی مبارک فطرت کا اثر ہے۔ جو لوگوں کو بیدار کر رہی ہے کہ بحیثیت انسان ہونے کے ہر شخص اپنے فرض کو سمجھے لہذا میں بھی وہ انسانی فرائض بتاؤں گا جو آج سب کی کامیابی و ترقی کا ذریعہ ہیں۔ انسان کا سب سے پہلا فرض اپنے فرض کو پہچاننا ہے تو اسی کے ساتھ

یہ بھی فرض ہو

کہ وقت کے مطابق فرض کو پہچانے۔ وہ دیکھے کہ آج میرا فرض کیا ہے؟ کیونکہ زمانہ ماضی تو ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ مستقبل بھی ہمارے قبضہ میں نہیں ہو۔ ہاں زمانہ حال ہمارے پاس ہے۔ ہم اسی میں جو کچھ کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنا آج کا فرض پہچانیں۔ ہم موجودہ وقت کی ضرورت کو دیکھیں اور اس کو پورا کرنے میں اپنی کوشش صرف کریں۔ اپنے حال کے درست کرنے سے ہم اپنا استقبال بھی درست کر سکتے ہیں۔ گزشتہ زمانہ میں کیا ہونا چاہیئے تھا؟ ہمیں اس سوچ اور بحث سے کچھ فائدہ نہیں۔ ہمارا فرض تو یہ سوچنے کا حکم دیتا ہے کہ آج اس وقت کیا ہونا چاہیئے؟ گزشتہ زمانہ کی ذمہ داری گزشتہ لوگوں پر تھی اور اسی قانون سے تھی کہ وہ ان کا حال تھا۔ اور وہ اس وقت موجود تھے۔ انہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جنابِ صدر و معزّز حاضرین!

آج کا مضمون نہایت ضروری اور مفید مضمون ہے۔ اسی مضمون کی تشریح و تفصیل دنیا کے تمام مذاہب کرتے چلے آئے ہیں۔ کیونکہ تمام جہان کی زندگی اِسی مضمون کو حل کرنے سے وابستہ ہے۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ انسان کا فرض کیا ہے؟ تب تک انسان کسی قسم کا عملی قدم اٹھانے سے قاصر ہے لہذا میں کہتا ہوں کہ

انسان کا سب سے پہلا فرض

تو یہی ہے کہ وہ اپنے فرائض اور ضروریات کا علم حاصل کرے اور عملی طور پر ان کے پورا کرنے میں مشغول ہو۔ ہر انسان کی فطرت اِس سب سے پہلے فرض کی ادائیگی کا تقاضا کرتی ہے جس شخص کو یہی خبر نہ ہو کہ میرا فرض کیا ہے؟ اور مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ تو وہ ایک حیرت زدہ اور بیکار آدمی ہے جسے اپنی بھی خبر نہیں جیسے اپنے درخت وجود کے پھل کی خبر نہیں۔ ایسے شخص کی زندگی برباد ہے اور اس کا عدم وجود برابر ہے۔ انسان کو ہوش آتے ہی سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے کہ اِس زندگی میں میرا فرض کیا ہے مجھے دنیا میں کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہ کرنا چاہیئے؟ یہ ایک ایسا کام ہے جس کے لئے فطرت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
15238
۱/۳۱۶
CHECKED 1973
Initial

فلسفۂ دھرم

یا

Gurukula Kangri Library
15238
86642

انسان کا فرض

دہلی کی مذہبی کانفرنس منعقدہ ۲۷ ستمبر ۱۹۲۷ء میں

مدیر کوکب ہند کی تقریر

۱/۳۱۶
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے میں ایسے عادات پیدا کرو - کہ ناموافق حالات اور مخالف اثرات کو تمہارے دل کے کمزور بنانے میں ہمیشہ ناکامیابی ہو - اور تم قدرت کے چمن میں آرام اور خوشی کے ساتھ گلگشت کر سکو ؛

وحشت کا علاج کرو

بعض طبیعتیں ہمیشہ غمزدہ اور غمگین رہتی ہیں - محفل - ناچنا گانا - سیر - تماشے اُن کو کچھ نہیں بھاتے - نہ کسی میں اِن کے لئے دلچسپی ہے - یہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اور دل کے لئے بھی بدبلا ہیں -

در محفل خود راہ رہ ہیچ مئے را
افسردہ کند انجمنے را

جب کبھی کوئی اس مزاج والے سے کام پڑے - اس کو سمجھا سمجھا کر اُس کی وحشت کے دُور کرنے کی فکر کرو - اگر تم میں یہ عادت ہو - تو اس کو تم خود نکال ڈالو - ہنسو - خوشی کرو - چین اُڑاؤ - کیوں فکر سے پژمردہ ہو -

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مُردہ دِل خاک جیا کرتے ہیں

مجھ میں یہ عادت تھی - میں فطرتاً ایسا نہیں تھا - خانگی حالات و تفکرات نے میری حالت ایسی بنا دی تھی -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس کا میں یہاں ذکر نہیں کرنا چاہتا - پھر آہستہ آہستہ بہت عرصہ کے بعد مجھ کو اس کے ہاتھ سے نجات ملی - اب میں خوش ہوں - اور چاہتا ہوں - اور لوگ بھی میری طرح خوش ہوں -

نوجوانوں کیلئے ہدایات

جوانی میں قوت ارادی کی تکمیل اچھی طرح ہو سکتی ہے۔ دُنیا بطور خود نہ بُری ہے - نہ بھلی ہے - جیسی عینک اپنی آنکھوں میں لگاؤ گے - ویسا ہی تم کو دکھائی دے گا - احتیاط رکھو - تمہاری زندگی خوش تر اور بہتر نظر آوے - یہ سچ ہے تمہارے بزرگوں نے دُنیا کو ماتم کدہ بنایا ہے - جہاں دُکھ درد کے منظر ہر وقت سامنے رہتے ہیں - تم سوچ لو - اُن کا آئیڈیل سُکھ کیا تھا - اس وقت آپ سارے شلوک رفع ہو جائیں گے - اُن کی کوشش کسی مکمل سُکھ کے حاصل کرنے کی طرف مصروف رہتی تھی - فضول غلطی میں نہ پڑو۔ غلط فہمی بُری ہوتی ہے - خوش رہو - خوش رہنے کی تدبیر سوچو - تاکہ تم مضبوط و توانا بن سکو - اور تمہارا رسوخ بھی مضبوط و دیرپا ہو - تندرستی تمہارے حصہ میں آوے اور تمہاری زندگیاں لمبی چوڑی ہوں ۔

میں زور سے بار بار بہ تکرار اعادہ کرتا ہوں - جوانی میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قوتِ ارادی کی تکمیل اچھی طرح خاطر خواہ ہوتی ہے ۔ جب رگ و ریشے اُبھر رہے ہوں ۔ اُسی وقت سے اس کی تعلیم ۔ تکمیل تکذیب کا شغل شروع کر دیا جائے ۔ تاکہ کسی وقت میں طاقت اَور قوت کا حوض لبریز ہو جائے ۔ اَور اس میں سے نہریں نکل کر ہر چہار طرف سیرابی و شادابی کا تماشہ دکھا سکیں ۔ تم اپنے دل میں ہمیشہ بار بار کہتے ہو ۔

"ہم اپنی خواہش سے تندرست ہوتے ہیں ۔

"ہم اپنی خواہش سے مضبوط رہتے ہیں ۔

"ہم اپنی خواہش سے نیکی کرنے کے قابل بنتے ہیں ۔

"ہم اپنی خواہش سے دلیر اَور ہمت ور ہوتے ہیں ۔"

یہ چار باتیں اپنے ذہن نشین کر لو ۔ یہ چار مختصر جملے نہیں ہیں ۔ بلکہ بطور خود ایک ایک ضخیم و حجیم کتاب ہیں ۔ دل میں نیک خیالات کو جگہ دو ۔ اس ایک خیال کو اپنے دل پر تصرف کرنے دو ۔ کہ ہم نیکی کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں ۔ اَور اگر قوت ارادی کے تکمیل کے ساتھ ساتھ یہ مبارک خیال جڑ پکڑ گیا ۔ تو تمہاری زندگی نہایت شاندار اَور اہم بن جائے گی ۔ یہ چھوٹا بیج ہے ۔ جس سے برگد کے عظیم جثہ اَور حیرت انگیز وسعت کے درخت پیدا ہوتے ہیں ۔ جو اپنے وقت پر ہزاروں لاکھوں پرندوں کے لئے گھونسلا بنانے کی جگہ دیتے ہیں ۔ لاکھوں جانور رات کو اُن پر بسیرا لیتے ہیں ۔ ان کے پھل و پھول سے لاکھوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو سیری ملتی ہے۔ اور کڑی دھوپ کی سختی میں لاکھوں ہی آدمی اُس کے خوشگوار سایہ کے تلے آرام واستراحت پاتے ہیں۔ اُس سے زندگی کی تقسیم ہوتی ہے۔ اور وُہ اپنے اِرد گرد نئی زندگی پھونکتا رہتا ہے۔ نوجوانو! ہندو نوجوانو! کوشش کرو۔ تمہارا آیڈیل یہ ہو۔ تم اپنی قوم کے مرکز بنو۔ یہ سچی بندگی ہے۔ جو ہاتھ میں مالا لئے ہُوئے بڑبڑاتے رہتے ہیں۔ دل میں اور زبان میں اور وہ خاک بندگی کرینگے؟ سچی بندگی وہ ہے۔ جو مخلوقات کی بندگی ہو۔ جو اوروں کے نفع و فلاح کا خیال دل میں رکھتا ہے۔ وہ پرماتما کی سچی بندگی کرتا ہے۔ ہم کو ایسی ہی بندگی کے لئے مخصوص ہے۔

زندگی مخصوص بہر بندگی ست
زندگی بے بندگی شرمندگی ست

یوگ۔ جپ۔ تپ۔ سنیاس۔ زہد و ریاضت کا مآل کار یہ ہے۔

قوت ارادی زندگی و قوت کی مخرج ہے۔

قوتِ ارادی کا استعمال اگر مناسب طور پر کیا جائے۔ تو وُہ اپنے ساتھ عجیب و غریب زندگی لاتی ہے۔ یہ آتما اور جسم کے درمیان ایک درمیانی کڑی کی حیثیت رکھتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو آتما سے طاقتوں کو کھینچ کھینچ کر جسم کو دیا کرتی ہے۔ قوتِ ارادی کے مشتاق آتما سے نسبتاً بہت نزدیک رہتے ہیں۔ اور اس لئے وہ بمقابلہ جسم کے روح میں زیادہ رہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ممکن ہے۔ کہ اُن کی عمریں بھی زیادہ ہوں۔ اور وہ زیادہ روحانی جذبات والے بنیں۔ یہی ایک بات ایسی ہے۔ جو قوتِ ارادی کی تکمیل کے زیادہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

صرف لمبی چوڑی اور مؤثر زندگی ہی نہیں ہے۔ جو اس سے نصیب ہوتی ہے۔ ہزاروں و بے شمار برکات ہیں۔ جو قوت ارادی سے حاصل ہوتے ہیں۔ ہم اس طاقت کی مدد سے نیند کو کر سکتے ہیں۔ کہ وہ فوراً دو ایک لمحہ میں ہم کو آرام کے بستر پر سولا دے۔ بہت سے آدمیوں کو نیند نہیں آتی۔ وہ جاگتے رہتے ہیں۔ یہ بیماری ہے جو اعتدال پسندی کی سزا ہے۔ جو کھانے پینے۔ اُٹھنے بیٹھنے سونے۔ جاگنے۔ کام کاج میں افراط اور تفریط کے مجرم بنتے ہیں۔ اُن کو یہ فرض دامنگیر ہوتا ہے۔ اگر وہ قوت ارادی کی تکمیل کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ تو خود بخود یہ عادتیں جاتی رہیں۔

جب کھاٹ پر جاؤ۔ نیند پر اپنی توجہ کو جماؤ۔ دوسرے خیالات کو دور ہٹا دو۔ گھڑی سامنے رکھکر ارادہ کر لو۔ ہم کو دس منٹ کے اندر اندر نیند آجائے۔ اور چند روز

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس کی مشاقی سے تم دیکھوگے - کہ جہاں سوئی اپنی مخصوص جگہ پر پہنچی، تم نیند میں سرشار ہوجاؤگے وعلیٰ ہذالقیاس -

مذہب اور قوتِ ارادی

جنھوں نے دُنیا کے مذہبوں کا مطالعہ کیا ہے - اور اُن کے شغل و اشغال کو طالب علم کی نگاہ سے دیکھا ہے - اِن کو اس بات کا سمجھانا آسان ہے - کہ ان سب کی تہ میں دراصل قوت ارادی کے تکمیل کی تعلیم چھپی ہے - اور بات بھی سچ ہے - جب تک، قوت ارادی مضبوط نہ ہوگی - کیسے کوئی مذہب کے مالاینحل عقدوں کی گرہ کشائی کرسکتا ہے - مثال کے طور پر دیکھئے -

یوگی - یم و نیم کے سادھن کے ساتھ "اوم" کے جاپ کی ہدایت کرتے ہیں - یہ کہا گیا ہے - کہ من میں بندر کا خواص ہے اُس کو 'اوم' کے ڈنڈے سے باندھ دو دھ اوپر نیچے چڑھا کرے - اس سے یکسوئی پیدا ہوگی ؟

ناک کے سرے پر آنکھ جمانا - دُرشٹی سادھن کرنا وغیرہ وغیرہ اسی غرض سے کیا جاتا ہے -

اِن سب کے کرنے سے قوت ارادی کی تکمیل ہوتی ہے - پس و پیش کی عادت جاتی رہتی ہے - دِل کی لغزش و کمزوری دُور ہوجاتی ہے - اُس وقت یقین پختہ ہونے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لگتا ہے ۔ اور آگے چل کر مذہب کا مقصد ملتا ہے ۔ مذہب کا مقصد کیا ہے ۔ اس موقع پر نہ ہم کہنے کو تیار ہیں ۔ نہ یہ ہمارا مضمون ہے ۔ اسی خیال کی وضاحت ایک صوفی کے کلام سے ہوتی ہے ۔

تامل در آئینہ دِل کُنی
صفائی بتدریج حاصل کُنی
بدزد یقیں پردہائے خیال
نماند سراپردہ اِلاّ جلال

بدعادتوں کو چھوڑ دو

قوت ارادی کی تکمیل کے ساتھ ضروری ہے ۔ کہ اپنی بُری عادات پر اس کا اثر ڈالا جائے ۔ اگر ہم میں کسی وجہ سے صحبت ۔ سوسائٹی عادت وغیرہ کی وجہ سے برائیاں آگئی ہیں ۔ تو قوت ارادی کے اوزار سے اُن کی بیخکنی کر دو ۔ دل سے کہو ۔ خبردار! اب ایسا کام نہ ہو !! اور مان جائے گا ۔ پرانایام کرنے والے اسی طرح کی مشاقی سے جسم کے ہر عضو پر قابو پا جاتے ہیں ۔ اگر تم میں شراب پینے کی عادت ہے ۔ خواہ زیادہ کھانا کھاتے ہو ۔ یا طبیعت ذرہ ذرہ باتوں میں جھنجھلا جاتی ہے ۔ یا ناحق کے حسد و بغض کے شکار رہتے ہو ۔ قوت ارادی سے کام لو ۔ سب خود بخود گدھے کے سینگ کیطرح جاتی رہیں گی ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک مرتبہ صرف خیال دلانے کی دیر ہے - اَور کوئی بدعادت قوتِ ارادی کی تکمیل میں البتہ کچھ دیر لگے گی -

بے پروائی مت کرو

جو شخص بے پروائی کرتا ہے - اِس کا خمیازہ اُٹھانا پڑتا ہے - سب سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے - کہ تم اپنے آپ کو اچھی وضع میں رکھنا سیکھو - جہاں جاؤ - تمہاری شکل وصورت سے لوگوں کو معلوم ہو جائے - تم میں انسانیت ہے - وہ آدمی خاک دُنیا کا نفع کرسکیں گے - جو اپنے جسم و روح کی پرواہ نہیں کرتے - دیکھو تمہارے عادات سب باقاعدہ ہوں - لباس پوشاک سب اچھی حالت میں ہوں - اس کا مطلب یہ نہیں ہے - کہ تم ضرورت سے زیادہ ان کی طرف توجہ دو - مگر ظاہری وضع بھی کوئی چیز ہوتی ہے - جو صاف رہتے ہیں - روز بلا ناغہ نہاتے ہیں - روز مالک کا بھجن کرتے ہیں - اور پھر باقاعدہ اپنا کام کرتے ہیں - اِن میں قوتِ ارادی کی تکمیل جلد ہوتی ہے - جو اِن کی طرف سے بے پرواہ رہتے ہیں - وہ ناکامیابی کی ٹھوکریں کھاتے ہیں -

تم میں سے ہر شخص یہ سوچ لے کہ ہم کو دُنیا میں کچھ کام کرتا ہے - اور توجہ کے ساتھ اُس کام میں لگ جاؤ - اس سے بھی قوتِ ارادی کی رفتہ رفتہ پختگی ہوتی جائے گی -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زندگی کا مشن

ہر چیز - ہر قوم - ہر ملک اور ہر آدمی کی زندگی کا کوئی نہ کوئی مشن ہوا کرتا ہے - تم جو اپنی زندگی شروع کر رہے ہو - شروع کرنے سے پہلے اس مشن کو اچھی طرح سمجھ لو اور تب دل کی ساری توجہ کو اُس میں لگا دو - یہاں تک کہ وہی ایک خیال تمہارے دل و دماغ گوشت و پوست و رگ و ریشوں میں سرایت کر جائے بابت ہو تو اُسی کی ہو - خیال ہو تو اُسی کا ہو - خیال ہو تو اُسی کا ہو - چرچا ہو تو اُسی کا ہو - تمہارے دل کے تمام جذبات اور خیالات اُس کو اپنا مرکز بنا لیں - اس عادت سے بھی قوت ارادی کی بہت اچھی طرح تکمیل ہوگی - اور تم پاک اور پوتر بن جاؤ گے - سفلی جذبات مغلوب ہونگے - علوی جذبات اُبھر کر کھڑے ہونگے - اور بہ آسانی اپنے مشن کو پورا کرکے آخر میں تم اُس میں آنند لے سکو گے - جو ست چت اور آنند کہا گیا ہے ؛

اس لئے دوستو! قوت ارادی کی تکمیل کو سب سے ضروری اور مقدم سمجھو - اس وقت تم کو کبھی زندگی کی ناکامیابی کی شکایت نہ کرنی پڑے گی -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب دوم

ہماری روکاوٹیں

کسی درخت کے تلے ایک نوجوان یونانی بیٹھا ہوًا اپنی سوسائٹی کی موجودہ حالت دُنیا کی پریشانی اور آدمیوں کی عام خستہ حالی کی نسبت سوچ رہا تھا۔ اُس کا دل بے قرار تھا۔ آنکھوں کی تلملاہٹ اور چہرہ کے شکن سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ اُس کا دل کوہ آتش فشاں کی طرح اندر ہی اندر مشوش ہے۔ اور جلد ہی بھبک کر اُبلنے چاہتا ہے۔ نوجوان سمجھتا تھا۔ میں اکیلا ہوں۔ مگر درخت سے ذرا فاصلہ پر ایک اور آدمی بیٹھا ہوًا تھا۔ جو سنجیدہ مزاج تجربہ کار اور دانشمند تھا۔ اور جو پوشیدہ جھاڑیوں میں بیٹھا ہوًا۔ اُس کی حرکت کو دیکھ رہا تھا۔ نوجوان شخص آخرکار اپنے خیال کو ضبط نہ کر سکا۔ اور وہ جوش و خروش کے لہجہ میں جس میں بہت بڑی مقدار یاس و نااُمیدی کی بھی شامل تھی۔ بول اُٹھا۔ ہائے ہماری قومی حالت کیسی خراب ہے۔ باطل پرستی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور توہمات نے کیسی ہماری درگت کر رکھی ہے ۔ ہم رسم و رواج کے ہاتھوں کیسے زرخریدار غلام بن گئے ہیں ۔ ہمارے پاؤں میں کیسی سوشیل ڈنایم کی مسلسل زنجیر پڑ گئی ہے ۔ جہاں ہم جاتے ہیں ۔ جہاں بیٹھتے ہیں ۔ اور جہاں اُٹھتے ہیں ۔ یہ زنجیر کھڑکھڑا اُٹھتی ہے ۔ اور سننے والے جان جاتے ہیں ۔ یہ غلام ہے ۔ اس میں آزادی نہیں ہے ۔ یہ آزادی پسند نہیں ہے ۔ اس کی ترقی کا دروازہ بند ہوگیا ۔ انسان کی فہرست میں اس کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں رہی ۔ زندگی کے آثار مفقود ہیں ۔ مُردنی چھائی ہوئی ہے ۔ افسوس ! کیا یہ حالت یوں ہی ہمیشہ قائم رہے گی ۔ کیا ہمارے نوجوان اپنے قومی فرض کو نہ سمجھیں گے ؟ کیا ہمارے بوڑھے اپنے عقل و تجربہ سے کام لیں گے ۔ اور کیا قوم کے افراد ۔ اتحاد و یکجہتی کے اصول کو سمجھ کر اپنی قوتِ متحدہ سے اِس پریشانی اس خستہ حالی اور اس ذلت کے دور کرنے کا انتظام نہ سوچیں گے ۔ موت ! موت !! موت !!! ہر چہار طرف موت کے نظارے نظر آرہے ہیں ۔ وہ لوگ جنہوں نے کبھی دنیا میں نام پیدا کیا تھا ۔ جن کی دانائی ضرب المثل تھی ۔ وہ کس طرح آج کتوں کی موت مر رہے ہیں ۔ نہ ان میں انسانیت ہے ۔ نہ اخلاق ہے ۔ نہ مردانگی ہے ۔ نہ ہمت ہے ۔ نہ عقل ہے ۔ نہ علم ہے ۔ کیا ترکیب ہے ۔ جس سے یہ پھر انسان بنیں ؟ کون سی تدبیر ہے ۔ جس سے ان میں جوش آوے ۔ حوصلہ پیدا ہو ۔ جرأت اور دلیری عود

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر آسیئے ؟ افسوس! میں چاہتا ہوں - مردمیدان بن کر اُن کو راہ راست پر لاؤں - سوئے ہوؤں کو بیدار کردوں - مگر میں کیا کروں - نہ میرے پاس دولت ہے - نہ مجھ کو شہرت ہے نہ میرا کہیں رسوخ ہے - نہ میری کہیں عزت ہے - نہ میرے ساتھی ہیں - نہ ہم خیال ہیں - کاش! اگر یہ سب سامان موجود ہوتے - تو میں ایک مرتبہ دُنیا کو دہر کر ہلا دیتا اور وہ بھنبیری کی طرح ناچتی ہوئی نظر آتی"

نوجوان نے ابھی اپنی گفتگو کے سلسلہ کو موقوف نہیں کیا تھا - کہ وہ مُسن دانا شخص جو جھاڑیوں میں شانتی کے ساتھ بیٹھا ہؤا اس ناتجربہ کار نوجوان کی حرکات وسکنات کو دیکھ رہا تھا - اپنی جگہ سے اُٹھا - اور اس کے پاس آکر کہنے لگا "نوجوان! نوجوان!! یہ تو کیا کہتا ہے - دُنیا کو دہر کر ہلا دینے کے لئے عزت - حرمت - دولت و شہرت کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے - ضرورت صرف اس بات کی ہے - کہ تو صرف اپنے دل کو ایک مرتبہ دہر کر ہلا دے - ساری دُنیا خود بخود ہل جائے گی - تو اپنی ذات کی اصلاح کر لے دُنیا میں اصلاح کے شعبے ہر جگہ نظر آنے لگیں گے - تو نیک بن جا اور سب خود بخود نیک ہو جائیں گے - تو کوشش میں لگ جا - اور کسی مفرد آدمی کے ہاتھ بیکار نہ ہوں گے - دُنیا کی حالت بدلنے والا تو ہے - بُرائیوں کی جڑ کاٹنے والا اور بھلائیوں کا واپس لانے والا صرف تیری ذات ہے - کسی قسم کی خارجی مدد کا محتاج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیوں بنتا ہے ۔ اپنے دل کے پردوں میں گھس جا اور دیکھ وہاں کس چیز کی کمی ہے ؟

نوجوان نے اپنا سر اونچا کیا ۔ جو بزرگ اُس کو نصیحت کر رہا تھا۔ وہ سقراط تھا ۔ جو اس زمانہ میں علم الروح ۔ علم الاخلاق و علم السیاست میں ایک خاص فرقہ کا موجد ہوا ہے ۔ اور جس کے شاگردوں کی تحقیقات تجربات و معلومات آج تک دُنیا میں استعجاب کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں ۔

اِس نصیحت نے نوجوان کی مابعد زندگی میں کیا نتیجہ پیدا کیا اور اس نے اپنے ملک کی اصلاح میں کیا کیا کارنمایاں کئے نہ ہم کو معلوم ہے ۔ اور نہ ہم یہاں کچھ بیان کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ یہاں پر ہم کو صرف اس قدر کہنے کی ضرورت ہے ۔ کہ جن کو اپنے ابنائے جنس کا مفاد مدِ نظر ہو ۔ وُہ سقراط کے اِن لفظوں کو اپنے دل کے تختہ پر لکھ لیں ۔ جو دُنیا کو ہلانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ وہ سب سے پہلے اپنے دلوں کو ہلائیں دُنیا خود بخود ہل جائیگی "

نوجوانوں کی زبان سے جو الفاظ برآمد ہوئے تھے ۔ وہ کیسے سچائی کے ساتھ ہماری موجودہ ذلت و نکبت سے مشابہ ہیں سقراط کے زمانہ میں یونان کی حالت ایسی بُری نہیں تھی ۔ جس کی تصویر نوجوان شخص کے لفظوں میں موجود ہے ۔ مگر ہم سچ مچ گرتے ہوئے ہیں ۔ اور جس طرح وُہ اپنی فرضی بے بسی خیالی بیکسی اور غلط بے سرو سامانی کی شکایت کر رہا تھا ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آج ہمارے نوجوانوں میں بھی وہی کیفیت نظر آتی ہے۔ ہاتھ پاؤں ہلانا تو درکنار - ان میں سے اوّل تو تعداد کثیر کو اپنے اردگرد کے حالات سے واقفیت ہی نہیں ہے - اور جن میں کچھ تھوڑی سی سمجھ بوجھ ہے - وہ ہر وقت کئی کئی قسم کی شکائتیں کیا کرتے ہیں - وہ ترقی اس وجہ سے نہیں کرتے کہ ان کی سرپرستی نہیں کی جاتی - وہ اس خیال سے قوم کی بلائیں دور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں - کہ بدنصیب قوم ان کی بات سننے سمجھنے کے لئے اپنے کان نہیں جھکاتی - اُن کا قدم اس وجہ سے کامیابی کے شاہراہ پر نہیں پڑتا - کہ اُن کے راستہ میں روکاوٹیں ہیں - وہ چلاتے ہیں - جھجکتے ہیں - "کاش! یہ روکاوٹیں سدّراہ نہ ہوتیں - تو ہم آج کہاں سے کہاں تک پہنچے ہوتے - جاپان نے پچیس برس کے عرصہ میں حیرت انگیز کرشمہ دکھلایا - ہم بھی کیا کچھ نہیں کرسکتے تھے - مگر کیا کریں - مجبور ہیں - لاچار ہیں - وہ سہولتیں جو جاپان کو حاصل ہیں - ہم کو میسر نہیں - وہ آسانیاں جو جاپانیوں کے ہاتھ میں ہیں - ہم کو نصیب نہیں - اور یہ وجہ ہے - کہ ہم ترقی کی گھوڑ دوڑ میں سب سے پیچھے پڑے ہیں - ہمارے ملک کی ہمسایہ قومیں خوش ہیں - کیونکہ اُن میں ذات پات کا جھگڑا نہیں - ہمارے پڑوس میں رہنے والے اپنے آپ کو سنبھال رہے ہیں - کیونکہ اُن کا مذہب ایک ہے - اور وہ اتفاق کے اصول کو جانتے ہیں ؏

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ اور اس قسم کے الفاظ وقتاً فوقتاً ہمارے ہونہاروں کی زبان پر رہتے ہیں۔ مگر وہ نہیں سمجھتے۔ کہ اگر یہ رکاوٹیں سدّ راہ نہ ہوتیں۔ اگر یہ دقتیں حائل نہ ہوتیں۔ تو پھر اُن کے کام کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ میدان صاف ہوتا۔ گیند اِدھر سے اُدھر ڈھلکتا رہتا۔ مگر چونکہ یہ حالت نہیں ہے۔ اِس لئے ہم کو جدوجہد کرنے۔ ہاتھ پاؤں مارنے۔ کشمکش کے تماشے دکھلانے کی ضرورت ہے۔ دُنیا ایک رزمگاہ ہے۔ جس کے کھلے ہوئے میدان ہیں۔ تلواریں کھڑکتی رہتی ہیں۔ یہ ایسے سنگرام کی جگہ ہے۔ جہاں دیوتا اور راکشس ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ جس کا نام زندگی ہے۔ وہ دراصل شانتی قرار۔ سکون وراحت نہیں ہے۔ بلکہ کوشش۔ سرگرمی اور محنت کی حالت ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ اِس کائنات میں ایک ایک ذرّہ حرکت ہے۔ جس کو تم آج کچھ دیکھتے ہو۔ کل وہ کچھ کا کچھ بن جائے گی۔ لمحہ لمحہ تبدیلی ہو رہی ہے۔ میز کی لکڑی کے ذرّے اندر ہی اندر متحرک ہیں۔ ممکن ہے۔ تم ہمارے ان الفاظ کو اس وقت اچھی طرح ذہن نشین نہ کر سکو لیکن برس دو برس چار برس کے بعد اس میز کو دیکھو۔ کیا کیفیت ہے چکنی سطح کی جگہ کھُردرا پن ہے۔ خوبصورت پائے جگہ جگہ سے ہل گئے ہیں۔ کیل کانٹے سب ڈھیلے پڑ گئے ہیں یہ کیوں ایسا ہے؟ وجہ یہ ہے۔ کہ اِس کے ذرّوں میں جن کے لئے سنسکرت کا لفظ پرمانو! زیادہ موزوں ہے۔ برابر حرکت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی وجہ سے تغیر حالت ہوتی رہی اور وہ کچھ کے کچھ بن گئے - اسی طرح جیسے تم کو ایک بنی ہوئی چیز کے بگڑنے کی مثال دی گئی - ویسے ہی بگڑی ہوئی چیز کے بننے کی حالت دکھائی جا سکتی ہے - وعلیٰ ہٰذالقیاس - یہ بننے بگڑنے کا نقشہ ہمیشہ ہر جگہ ہر وقت اور ہر سامان میں نظر آوے گا - کیونکہ جہاں حرکت کا قانون کام کرتا ہے - وہاں جگہ و حالت کی تبدیلی ضروری ہے - جہاں کارن و کارج (علت و معلول) کا اصول برتا جا رہا ہے - وہاں ہر سبب کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ظاہر ہو کر رہے گا - جہاں کرم کا کبھی نہ آرام لینے والا چکر گردش میں رہتا ہے - وہاں بنکر بگڑنا اور بگڑ کر بننا لازمی بات ہے - اس سے کسی کو چارہ نہیں - اس کا کوئی علاج نہیں ہے اُسی سے کسی دیوتا - کسی فنشیہ - کسی فرشتہ یا (گستاخی معاف) کسی اصلی یا فرضی خدا کا ہاتھ بھی ہم کو نہیں بچا سکتا - سردم - سر دتر - سر بدا "سب میں سب جگہوں میں سب زمانوں میں یہ تبدیلی ضرور ہوتی رہے گی - کیونکہ جد و جہد و کشمکش کیلئے یہ ضروری و لازمی امر ہے - اور یہ جد و جہد مبارک ہے - کیونکہ اسی کی وجہ سے سب کچھ ممکن ہے +

جو لوگ یہ شکایت کیا کرتے ہیں - کہ روکاوٹیں نہ ہوتیں تو وہ بہت بڑا کام کر سکتے - وہ مسخرے ہیں - انہوں نے نہ روکاوٹ کے لفظ پر کبھی غور کیا - نہ اُن کے اُستادوں نے اس طرف کبھی ان کی توجہ منعطف کرائی -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روکاوٹ ہمیشہ وہاں ہوتی ہے - جہاں دو قسم کی مختلف الجنس چیزیں ایک دوسرے سے ہاتھا پائی کرنے کے لئے تیار رہتی ہیں - یہ دنیا ایسی جگہ ہے - یہاں کسی دو چیزیں ہمجنسی نہیں ہے - اختلاف قدرت کی جان ہے - اگر تمہارا جسم مادّی ہے - تو اس کی تہوں کے اندر روح موجود ہے - اگر تمہارے من میں سنکلپ اٹھتا ہے - تو ساتھ ہی وکلپ بھی ہے - اگر تم خوش ہو تو کبھی دکھی بھی ہو سکتے ہو - اگر کبھی سردی کی تکلیف محسوس کرنی پڑتی ہے - تو ساتھ ہی گرمی بھی جسم میں حرارت پھونکتی رہتی ہے - شہد کے ساتھ مکھیوں کے ڈنک رہتے ہیں - گلاب کے خوشنما پھول کے دامن سے نوکیلے اور بھدی شکل کے کانٹے الجھے ہوئے ملینگے. جہاں راگ ہے - وہاں دویش ہے - جہاں پانی ہے وہاں آگ بھی ہے - جہاں محبت اور شانتی ہے - وہاں نفرت اور اشانتی بھی ہے - اس کو ہمارے شاستروں میں دوندا تما کہتے ہیں - اور اس طبقہ میں جہاں ہم رہتے ہیں. اس دوند کے علاوہ کوئی دو چیز ایک شکل کی نہ ملیں گی - تمہاری دو آنکھیں ایک سی نہیں ہیں - کسی درخت کے دو پتے ہمشکل نہیں ہوتے - ایک ہی لیتھو گراف پریس کے دو چھپے ہوئے کاغذ کبھی ایک سے نظر نہ آئیں گے - اور مصور ہزار کوشش کرے - مگر فوٹو گراف کی دو عکسی تصویریں ممکن نہیں - کبھی ایک طرح کی نکل سکیں - کیونکہ یہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دُنیا اسی طرح بنائی گئی ہے۔ بنانے والے نے اس کے بنانے میں کسی خاص مقصد کو پیش نظر رکھا ہے۔

جہاں دوئی کی حالت ہے۔ کیسے ممکن ہے۔ قرار و سکون کی اُمید کی جا سکے۔ جہاں دو مختلف جنس کے اُصول کام کرتے ہوں۔ کیسے ممکن ہے۔ مڈبھیڑ نہ ہو سکے۔ یہ لازمی ہے۔ اور اس کا ہونا ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری ہے۔

اگر یہ مختلف الحالی نہ ہوتی۔ تو پھر ہم کو جدو جہد کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ مختلف الحالی بیّن ثبوت ہے۔ کہ ہم ہاتھ پاؤں مار کر اپنے مقصد کو حاصل کریں۔

دُنیا میں ہر شخص کا ہر قوم کا و ہر ملک کا ایک خاص مشن ہوا کرتا ہے۔ اور جب ہاتھ پاؤں نہیں مارا جاتا۔ کامیابی امر محال ہوتی ہے۔ ہر مفرد شخص کی زندگی کا کیا مشن ہے۔ یہ ایک نہایت لمبی چوڑی بحر طویل ہے۔ اس کی صراحت و تفصیلی وضاحت بھی فضول ہے۔ یہاں پر ہم کو صرف اتنا ہی کہنا چاہیئے۔ کہ

ہر کسے را بہر کارے ساختند

جس طرح ایک مفرد شخص کو قدرت نے کسی خاص کام کے لئے موزوں کیا ہے۔ اور اُس کو اُسی نوعیت کی قابلیت و لیاقت عطا کی ہے۔ ویسے ہی ہر ملک و ہر قوم کی نسبت ذرا غور کرنے سے سمجھ میں آجاتا ہے۔

اس مقصد کی کامیابی کے لئے ضرورت ہے۔ کہ اس کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

راہ میں روکاوٹیں پیدا ہوں - روکاٹیں اگر نہ ہوں - تو پھر وہ کام کیا خاک کرے گا؟ ان روکاٹوں کو ہم نے مبارک کہا ہے - اور اس وقت عمداً ہم پھر ان کا اعادہ کرتے ہیں - کہ یہ سب سے ضروری - لازمی - اچھی اور خوشگوار چیزیں ہیں - اور ہم اس کو مثال دیکر تمہارے سمجھانے کی کوشش کریں گے -

اوّل - روکاوٹوں سے ہم کو اپنی طاقت کا اندازہ معلوم ہوتا ہے -

دوسرے - روکاوٹوں کی وجہ سے ہم اپنی طاقت کو مشاقی سے المضاعف کر سکتے ہیں - اُسکو دور کر سکتے ہیں -

تیسرے - روکاوٹوں کی سڑک پر سے گذر کر ہم کو منزل تک پہنچنا ہوتا ہے -

یہ تین باتیں ہیں - جو ہم سر دست (صرف اس وقت) اپنے پڑھنے والوں کو سمجھانا چاہتے ہیں - ممکن ہے - ہمارے پڑھنے والوں میں بعض تمسخر پسند طبیعتیں کہنے لگ جائیں کہ یہ سادھو بھی عجیب ہتھکنڈے کا آدمی ہے - جو روکاوٹوں کو مبارک بتا رہا ہے - اور کیا عجب ہے جیسے آج کل سادھوؤں کی شان میں طعن و تشنیع کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں - ہمارے لئے بھی موزوں تصور کئے جائیں - مگر ہم یقین دلانا چاہتے ہیں - کہ یہ بالکل صحیح اور لفظ بہ لفظ درست ہے -

۱ - روکاوٹوں سے طاقت کا اندازہ کرنا - ہم دیکھتے ہیں - جب کوئی کام کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں - ہم کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ہم ہیں کس حد تک طاقت ہے۔ اور اُس کو تجربہ کی وسعت کے ساتھ کیسے استعمال کر سکتے ہیں۔ روکاوٹ کے بغیر اس کا علم ہونا غیر ممکن ہے۔ روکاوٹ ہماری طاقت کو نشوونما دیتا ہے۔ اور ہم تجربہ سے سیکھ جاتے ہیں۔ کہ کس طرح پہلو بدل کر جسم کے رگ و پٹھوں کو مضبوط بنا کر اپنی روکاوٹ کے اسباب کو دُور کر سکتے ہیں۔ اور یہ بھی سمجھ میں آجاتا ہے۔ کہ کون سے ذرائع استعمال کریں۔ کیا کیا غذائیں کھائیں۔ کیا اور کس قسم کی ورزش سے کام لیں۔ تاکہ یہ نقص دُور ہو۔ کیا یہ غلط ہے؟ کبھی نہیں۔

۲۔ روکاوٹوں کی وجہ سے طاقت کی مشاقی

یہ دوسرا فائدہ ہے۔ اور ہم نے ذرائع سے استعمال سے طاقت بڑھانے کی ہدایت کی ہے۔ یہاں ہم بتاتے ہیں۔ کہ جب ہم لگاتار اپنی روکاوٹوں کو ہاتھ لگایا کریں گے و لگاتے رہیں گے۔ تو ہم میں خود بخود طاقت آجائے گی۔ یہ طاقت باہر سے نہیں۔ بلکہ ہمارے اندر سے اور پرماتما کے اندر سے آئے گی۔ جو ہمارے ہی اندر بیٹھا ہوا ہے۔ ہر چیز اپنے اصل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی طرف رجوع ہوتی ہے - اور اس سے مدد حاصل کر لیتی ہے
آپ دیکھیں گے - جب زمین سے میخ اُکھاڑنے کی ضرورت
لاحق ہوتی ہے - تو انسان ہاتھ لگانے پر جب اُس کو اٹل
پاتا ہے - تو آنکھ بند کر کے کچلچاتا ہے - اور من کی ساری
چھپی ہوئی قوت اس کے ہاتھوں میں آ جاتی ہے - اور میخ اُکھڑ جاتی
ہے - اِسی طرح قومی و ملکی مصائب کے وقت انسان
اپنی قوم کے دلوں سے مدد لیتا ہے - خواہ پرماتما کی طرف
جو ہمارا اصل ہے - رجوع ہوتا ہے - اور اُس کی
مدد سے دِقتوں کی بیخکنی کر کے تب چین لیتا ہے - یہاں ہم
اپنے خیال کے مزید صراحت کے لئے ایک مثال سے
کام لیتے ہیں - فرض کرو کسی چشمہ سے باغ کی کیاری میں نہر کے
ذریعہ پانی جا رہا ہے - اتفاق سے کیاری کے نزدیک پتھر
یا اینٹ کا ٹکڑا اٹک گیا - پانی ہزار کوشش کرتا ہے -
مگر وہ ٹکڑے کو جنبش دینے میں ناکامیاب ثابت ہوتا ہے -
آخر بار بار چشمہ کی طرف رجوع کرنے سے وہ مزید طاقت
و پانی کی مقدار کثیر حاصل کر لینے پر اُس کو یک بارگی اُٹھا
کر تڑاقے کی آواز کے ساتھ اپنے راہ سے دُور کر دیتا ہے -
اور پھر کیاری سیراب ہو جاتی ہے - اِس طرح پرماتما
کے بار بار پرارتھنا کرنے اور بار بار مدد مانگنے سے ہماری روکاوٹیں
اُس کی مدد سے دُور ہو جاتی ہیں -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۳- روکاوٹوں ہی سے گذر کر مقصد کی کامیابی

ہم سمجھتے ہیں۔ اس بات کو ہر شخص اچھی طرح سمجھتا ہوگا۔ کہ ہم کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے روکاوٹوں کے طے کرنے اور اُن کو پیچھے چھوڑنے کی ضرورت ہے۔ اگر روکاوٹیں نہ ہوں تو ہم مقصد کو کبھی حاصل ہی نہیں کرسکتے۔ بات تو سہل ہے مگر سمجھنا و سمجھانا مشکل ہے۔ اس لئے ہم یہاں بھی مثال سے سمجھانے کی کوشش کرینگے۔ مثلاً تمہارے پاس ایک بائیسکل ہے۔ تم اس پر چڑھنا چاہتے ہو۔ زمین روکاوٹ ہے۔ لیکن اگر زمین نہ ہو۔ تو پھر بائیسکل کس پر چل سکیگی۔ ضرورت ہے۔ کہ تم سخت زمین کو پاکر ذرہ زیادہ اپنے پاؤں کو جنبش دو۔ اور بائیسکل چلنے لگے گی۔ اور تم اپنی منزل پر پہنچ جاؤگے۔ اُسی طرح سمجھو۔ تمہاری روح ہے۔ اور جسم ہے جسم روح کی راہ میں روکاوٹ ہے۔ لیکن اگر جسم نہ ہو۔ تو پھر کیسے منزل مقصود کو پاسکوگے اس لئے ہر ترقی کے لئے روکاوٹ نہ صرف ضروری بلکہ بھلی چیز ہے۔ بغیر روکاوٹ کے تم کو کبھی اپنا نہ پرائے کا گیان ہو سکتا ہے۔ نہ تم عالم ہو سکتے ہو نہ فاضل ہو سکتے ہو۔ نہ اپنا اصلی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روپ دیکھ سکتے ہو - نہ اپنی ذات کو پہچان سکتے ہو - یہ روکاوٹ ہی ایک ایسی چیز ہے - جو تم کو اپنے مطلوب - محبوب - اور معشوق سے ہمکنار کرتی ہے - اور تب جا کر تم اس کے قدر کو پہچانتے ہو -

کس طرح جدوجہد کر کے اپنی روکاوٹ سے ٹکرا کر تم مقصد کو حاصل کر لیتے ہو - ایک مثال سے اور اچھی طرح سمجھ جاؤ گے - تمہاری میز پر ایک آئینہ رکھا ہے - تم اپنی صورت دیکھنے کے شائق ہو - آئینہ کی طرف نگاہ جماتے ہو - تمہاری آنکھ کی دُرتی (دہار) نکل کر آئینہ سے ٹکر کھاتی ہے - اور تب تم اس میں اپنی شکل کا عکس دیکھتے ہو - اگر یہ ٹکر دینے والی چیز نہ ہو تو تم کو کیسے اپنی شکل کا علم ہو سکیگا - اسی طرح روح بغیر مادہ کی مدد کے کبھی اپنی ذات کا علم حاصل نہیں کر سکتی - نہ اپنے جلال کو دکھا سکتی ہے - حالانکہ مادہ روح کی راہ میں سخت روکاوٹ ہے - ہم سب لوگ اپنے نفس کی شکایت کرتے ہیں - اہنکار و غرور کی برائی بیان کرتے رہتے ہیں - اور اس طرح کہنے کے عادی ہیں - کہ ان چیزوں کی راہ سے ہماری روحانی ترقی نہیں ہوتی - مگر ہم بھولے ہوئے ہیں - کیونکہ ان کے بغیر ہماری روحانی ترقی کبھی کسی حالت میں بھی ممکن نہیں -

اس لئے نوجوان عزیزو! ہوشیار رہو - کبھی تمہاری زبان پر روکاوٹوں کی شکایت کا لفظ نہ آنے پاوے - آؤ - اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دنیا کے سنگرام میں تم بھی خوفناک بھیشم کی طرح ڈٹ جاؤ۔ روکاوٹوں سے کہو۔ آؤ ہماری طاقت کا اندازہ لگاؤ۔ جو دقتیں آنے کو ہیں۔ اُن کو چیلنج دو۔ دمباز پہلوان کی طرح خم ٹھونک کر کشتی لڑنے لگ جاؤ۔ تمہارے سامنے اپنی ذات اپنی صفات اپنی شکل اور اپنی اصلیت کا خیال ہر وقت موجود رہے۔ تم سمجھ لو ہم آتما ہیں۔ یہ پرکرتی ہماری ہے۔ یہ سب سامان ہمارا ہے۔ ہم مالک ہیں۔ اور یہ سب غلام ہیں۔ اور جب تم اس طرح سمجھ کر اکھاڑے میں کود پڑو گے۔ کونسی دقتیں ہیں۔ جو تمہارے سامنے آکر اپنی تعظیم کے سر کو نہ جھکا دیں گی؟ کونسی مشکلات ہیں۔ جو سد راہ بن کر تم کو کامیاب نہ ہونے دینگی؟

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
مرد باید کہ ہراساں نہ شود

ایک قصّہ سُنو! لنکا جاتے وقت سمندر سدّ راہ تھا۔ کوئی تدبیر نہیں سوجھتی تھی۔ کہ کس طرح عمیق آبنائے کو پار کیا جائے بانکا لکشمن تیر و کمان لے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ "ابھی ان آتشیں تیروں سے سمندر کے پانی کو خشک کر دوں گا۔ اس کے تمام جانور جل کر خاک ہو جائیں گے۔ خود بخود راستہ نکل آئے گا" سمندر ڈرا۔ ہاتھ میں موتیوں کا ہار لئے ہوئے حاضر ہوا "مہاراج! دیا کیجئے۔ سمندر پر نظر عنایت ہو۔ آپ پل باندھ کر لنکا چلے جایئے۔ میں مدد کروں گا" یہ بلند ہمت والوں کی باتیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں - اس قصہ میں استعارات کے پیرایہ میں لکشمن کی تقریر بیان ہوئی ہے - جو حاضر ہوا تھا - ممکن ہے - سمندر کے ساحل والے ملکوں کا راجہ ہو - جو اُن کے تیروں کے خوف سے گھبرا کر پل کی تدبیر بتائی -

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق
باشد بہ قدر ہمت تو اعتبار تو

عزیزو! تم بھی اس لکشمن کی مثال سے فائدہ اُٹھاؤ - اس دُنیا میں کون ہے - جو تم سے بڑھ کر ہو - تم لایزوال - لافانی زندہ جاوید - آتما سب پر حکومت کرنے والے سب کی حفاظت کا دم بھرنے والے اور تم اس طرح کہو " ہائے! دقتوں کی موجودگی میں کیسے اپنی قومی بُرائیوں کو دُور کر سکیں؟"

اے مردان بکوشید جامہ زناں نہ پوشید

تم نے گذشتہ زمانوں میں غیر ممکن کو ممکن کر دکھلایا - دنیا میں کوس لمن الملک کی بجایا - اپنے اُپدیشوں سے سطح عالم کو گونج دیا - تم ہی تو تھے - جس نے شنتنو کا پُتر بن کر دوڑھ پرتگیا کی اور بھیشم کہلائے - اب تم کو کیا ہو گیا - جو ذرہ ذرہ سی دقتوں سے گھبرا اُٹھتے ہو - سوئے ہوئے شیر مُردہ بیدار ہو جاؤ - عورتیں نہ بنو - اگر اپنی سوسائٹی کی اصلاح چاہتے ہو - اپنی اصلاح کرو - اگر اپنی قوم کو نفس کُش بنانا چاہتے ہو - خود نفس کُش بنو - اگر یہ منظور ہے - کہ اس مبارک و امن امان کے عہد سے مفید ہو کر سائینس و فلسفہ کو اپنا مددگار بناؤ - تو کیوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خود طالب علم کی وضع اختیار نہیں کر لیتے؟ اگر یہ منظور ہے - کہ قوم کے
دل ہل جائیں - تو اپنے دل کو دہر کر ہلا دو - دیکھو کیسی کھلبلی پڑ جاتی ہے
اور کیسے ہر چہار طرف زندگی کے آثار نمایاں صورتیں اختیار کر لیتے ہیں۔
"آتما" کیا نہیں کر سکتا۔ آؤ اپنی ذات کو سمجھو -
روکاوٹیں مبارک ہیں - اگر یہ نہ ہوتیں تو پھر ہمارے تمہارے
خواہ کسی کے کام کی کیا ضرورت تھی - ان کا مطلق خیال نہ کرو - زندگی
کے کسی اُصول کو ہاتھ میں لے لو - اور ان دقتوں کو روکاوٹوں کا مانجھا
دے کر اس طرح صاف شفاف بنا دو - کہ ان میں بھی تمہاری صورت
اور تمہارے آتما کا عکس نظر آنے لگے - اور تم اس معراج کو حاصل
کر لو - جو تمہارا اپنا ہے - جو تم کو سنتوں - مہاتماؤں - رشیوں
مُنیوں - براہمنوں اور کشتریوں سے میراث میں ملا ہے - اور
تمہارے سوا جس میں کسی کا بھی حصہ نہیں ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب (۳) سوم

کامیابی اور اُس کی کُنجی

اہنکار بُرا ہے۔ اور اہنکار اچھا ہے۔ اہنکار سے اچھی کوئی چیز نہیں۔ اور اہنکار سے بُری بھی کوئی چیز نہیں۔ جس وقت آدمی ناحق غرور کرتا ہے۔ اُس وقت یہ خراب ہے۔ لیکن جب وہ اپنے اوپر بھروسہ رکھ کر کسی کام کو ہاتھ میں لیتا ہے۔ اُس وقت یہ نہایت اچھی چیز ہو جاتی ہے۔ اہنکار کا لطیف حصّہ وہ ہے۔ جو انسان کے اہم بھاؤ، کو تقویت دے کر اُس کا رُخ ترقی کی معراج کی طرف پھیر دیتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ سوائے اپنے اور کسی پر بھروسہ نہیں کرتا۔ اور تمام دقتوں کو پامال کرتے ہوئے روکاوٹوں پر غالب آتے ہوئے۔ اپنا کام بنا لیتا ہے۔ یہ اہنکار اچھا ہے۔ دُنیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس کے بغیر ہیچ ہے ۔ کوئی کیوں کسی کا احسان اُٹھائے ؟
کیوں خود اپنا کام آپ نہ کرے ؟

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر ست
رفتن بہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت

دلیر ۔ جاندار اور ہمت والے آدمی اسی اصول پر کام کرتے ہیں ۔ بہتر ہے ۔ تم بھی اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو ۔ اور اپنے کام میں جس کامیابی کی تم کو اُمید ہے ۔ جس کامیابی کو تم کسی وقت حاصل کر سکو گے ۔ اس کا وقت اب ہے ۔ تم میں ساری قابلیتیں ساری لیاقتیں ۔ ساری طاقتیں موجود ہیں ۔ سب کا سرچشمہ تمہارے اندر ہے تم مجہولیت کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ۔ اُن کو ذرہ حرکت دینے کی دیر ہے ۔ اور یہ عجیب و غریب کل (انجن) جہاں حرکت میں آیا ۔ کام کی ابتدا ہو گئی ۔

جب یہ حرکت شروع ہو جاتی ہے ۔ پھر کسی کی طاقت نہیں ۔ کہ بند کر سکے ۔ زندگی اپنا عمل دخل کر لیتی ہے ۔ سبب ؟ کیونکہ اس وقت زندگی اس لامحدود طاقت اس بے پایاں قوت اور اس بے حد و حساب زندگی سے مل رہتی ہے ۔ جو محیط کل کہلاتا ہے ۔ تب نہ کوئی دقتوں کی شکایت کرتا ہے ۔ نہ وقت کا گلہ باقی رہتا ہے ۔ اُس کی حیثیت ہی بدل جاتی ہے ۔ اس کا دل مظہر اور مصدر بن جاتا ہے ۔ گیان کا ۔ دھیان کا ۔ بل کا پرشار تھ کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوائے تمہارے اور کوئی شخص تمہاری طاقت کا اندازہ نہیں لگا سکتا - جب تم اس طرح متحرک بن کر کام کرنے لگ جاتے ہو - تمام دوسری قوتیں جو متماثل و مشابہ ہیں - باہمی ہمدردی کے قانون کے زیر اثر کھچ کر تم کو اپنا مرکز بنا لیتی ہیں - اور تم سے ایسی باتوں کا اظہار ہونے لگتا ہے - جس کا کبھی کسی کو شان وگمان بھی نہیں تھا ؛

ذرا دیکھو - اسٹیشن پر ریل کا انجن کھڑا ہے - بھاپ کی طاقت اس میں بھری ہے - زندگی کی حرکت نے اپنے جوش کو اندر ہی اندر روک رکھا ہے - انجنیر کے صرف ہاتھ لگانے کی دیر ہے - جہاں اُس نے ہاتھ لگایا - انجن شور مچاتا ہؤا آگے کو بڑھ نکلا - پھر کیا وہ ٹھیرتا ہے ؟ اسی طرح تمہاری بھی کیفیت ہوگی - ذرہ بے خوفی سے ہمت سے دلیری سے اپنے دل کے انجن کو ہاتھ لگا دو - اور وہ حرکت میں آجائے گا -

صرف ایک خیال کو دل میں جگہ دو - دُنیا میں کوئی شخص بہت سے کام نہیں کر سکتا - ناحق پس وپیش میں وقت ضائع نہ کرو - زندگی کا آیڈیل سامنے رکھ لو - اور ہر وقت ہر لمحہ اُسی کی طرح بننے کی کوشش کرو - زمانہ گذشتہ و آیندہ کا خیال چھوڑو - اُن سے عاریت لینے کی کبھی فکر نہ کرو - کیونکہ وہ مر گئے - ان میں زندگی نہیں ہے - زندگی موجودہ وقت میں ہے - صرف موجودہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وقت تمہارا ہے۔ ساری طاقت کا خزانہ تمہارے اپنے اندر ہے۔ باہر کہیں نہیں ہے۔ یہ سوچ لو۔ سمجھ لو۔ ذہن نشین کر لو۔ دائمی زندگی اب ہے۔ دائمی زندگی کے جاننے سمجھنے اور حاصل کرنے کا وقت بھی یہی ہے۔ خبردار! دھوکہ نہ کھاؤ۔ دھوکے میں نہ آؤ۔ اسی وقت اپنے آپ کو پہچانو۔ پہچاننے کی فکر کرو۔ سب کچھ کر سکوگے۔ اور سب کچھ کر لوگے۔

آپ آپ کو آپ پچھانو
کہا اور کا کبھی نہ مانو

رادھاسوامی صاحب

جہاں ہو وہاں ہی ٹھہر جاؤ۔ تھوڑی دیر کے لئے خاموشی و سکوت اختیار کر لو۔ دیر تک غور کرو۔ سوچو۔ غور کرنے کے ساتھ ہی تمہارے دل کے آئینہ میں 'آتما' کا عکس پڑے گا۔ اور تم دنیا میں اپنی وراثت اور اپنے حق کو جان لوگے۔ تم کو وہ بات معلوم ہوگی۔ جس کی پہلے خبر بھی نہیں تھی۔ باریکیوں کے پردے اٹھنے لگیں گے۔ عجیب و غریب خوبصورت منظر نظر آویں گے۔ رازو نیاز کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور تم کامیابی کی کنجی کو ہاتھ میں لے کر سچی خوبصورت اور زندہ مخلوق کے لئے اُس صندوق کے پھٹ کو کھول کر رکھدو۔ جس میں زندگی بھری ہوئی ہے۔ تاکہ سب زندہ بن کر ہر جگہ گوشہ میں زندگی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دھاروں کو پھیلا سکیں - یہ کامیابی ہے - اس کی سچی سمجھ صرف اُس وقت آوے گی - جب تم اپنے دل میں خود سوچنے سمجھنے لگو گے -

تم چاہتے ہو - کہ پس وپیش کی عادت پر غالب آؤ - تمہاری خواہش ہے - کمزوریوں کی جڑھ کو اُکھیڑ کر پھینک دو - پھر سوچتے کیوں نہیں ؟ جس وقت سوچنے لگو گے - اِن سے خود بخود خلاصی ہو جائے گی - غلامی کی زنجیر پاش پاش ہو جائے گی - آزادی کا دُور آوے گا -

مَیں چاہتا ہوں تم ایسے بنو - تم کو پوری آزادی عطا ہو - اور تم خود بہتر حالت کے پسند کرنے کے قابل ہو جاؤ -

تم آتما ہو - آتما، تنگ نہیں تاریک نہیں - محدود نہیں، تنگ خیال نہیں - وسعت اُس کی ہے - اور وُہ وسعت کا ہے - تم چاہے اس بات کو جانو - یا نہ جانو - مگر حقیقت ہے یہ سچائی ہے - جو کبھی کسی حالت میں جھوٹ نہیں ہو سکتی - مگر اس کا پتہ صرف اُس شخص کو ہے - جس نے اس کو جان لیا ہے - جو امرت پُتر ہے - جو خود امرت ہے - اور دوسروں کو لافانی بتاتا رہتا ہے - اس کی زندگی مکمل ہے - پوری ہے - ادھوری نہیں ہے - وہ مکت ہے - جیون مُکت اور ودیہہ ہے - اور یہ حالت آئندہ کی نہیں ہے - اس وقت موجودہ زمانہ مَیں حاصل ہے :

آؤ - اب - اِسی وقت - اپنے آتم بل کا ساکشات کار کرو -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیر نہ لگاؤ ۔ یہی کامیابی کی کُنجی ہے ۔

جس شخص کو یہ کُنجی مل جاتی ہے ۔ وہ دُنیا کے ہر ڈیپارٹمنٹ میں کامیاب ہوگا ۔ اور کسی قسم کی دِقت اُس کو نہ ستاوے گی ۔ نہ مایوسی اِس کو پریشان خاطر بنادے گی ۔

ہم چاہتے ہیں ۔ یہ کامیابی کی کُنجی ہمارے تمام پڑھنے والوں کو نصیب ہو ۔

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

...red in Database
Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

सुगाष, लं.
भारतीय संस्कृति: जयपुर : अलंकार प्रकाशन,
3166

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar